ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار:

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا مات ولد العبد قال اللہ تعالیٰ لملائکتہ: قبضتم ولد عبدی؟ فیقولون نعم، فیقول: قبضتم ثمرۃ فؤادہ؟ فیقولون نعم، فیقول فماذا قال عبدی؟ فیقولون: حمدک واسترجع، فیقول اللہ تعالیٰ: ابنوا لعبدی بیتاً فی الجنۃ وسموہ بیت الحمد۔ رواہ الترمذی وقال حدیث حسن۔

ترجمہ:- حضرت ابو موسیٰ رض سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی (مسلمان) بندہ کے لڑکے کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، کہ تم نے میرے بندہ کے لڑکے کو لے لیا، تو وہ فرشتے کہتے ہیں، جی ہاں۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کے پھول کو چھین لیا، تو وہ جواب میں ہاں کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ اس پر میرے بندے نے کیا کہا۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ تیری حمد و ثنا کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا، تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میرے بندے کے لئے جنت میں "بیت الحمد" نام کا ایک محل تیار کرو۔ ترمذی نے اس روایت کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: یقول اللہ تعالیٰ ما لعبدی المؤمن عندی جزاء اذا قبضت صفیہ من اھل الدنیا ثم احتسبہ الا الجنۃ رواہ البخاری۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ میرے پاس جنت کے علاوہ اپنے مومن بندے کے لئے کوئی جزا نہیں ہے۔ جب دنیا والوں میں سے اس کی پیاری چیز کو قبض کر لیتا ہوں اور پھر وہ اس پر صبر کرتا ہے اور ثواب کی امید رکھتا ہے۔ (بخاری شریف)

عن اسامۃ بن زید رضی اللہ عنھما قال: ارسلت احدی بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ تدعوہ و تخبرہ ان صبیاً لھا او ابنا فی الموت فقال للرسول ارجع الیھا فاخبرھا ان للہ تعالیٰ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی، فمرھا فلتصبر ولتحتسب و ذکر تمام الحدیث متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت اسامہ بن زید رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی (حضرت زینب رض) نے آپ کو بلانے کے لئے قاصد بھیجا، اور آپ کو اس بات کی اطلاع کرا رہی تھیں کہ ان کا بچہ یا بیٹا سکرات موت میں گرفتار ہے آپ نے قاصد سے فرمایا کہ اس کے پاس چلے جاؤ اور بتلا دو کہ اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے وہ چیز جو اس نے لے لی اور اسی کے لئے ہے جو اس نے دی اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے سو اس کو حکم کرو کہ صبر کرے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھے اور پھر بقیہ حدیث بیان کی (بخاری و مسلم)

عن ابن عمر رضی اللہ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاد سعد بن عبادۃ ومعہ عبد الرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنھم، فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رای القوم بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکوا، فقال: "الا تسمعون؟ ان اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب، ولکن یعذب بھذا او یرحم" واشار الی لسانہ (متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت سعد بن عبادہ رض کی، ان کی بیماری کی حالت میں) عیادت کی اور آپ کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت سعد بن عبادہ رض کی حالت بہت ہی نازک دیکھ کر) رونے لگے جب صحابہ رض کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کو دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (یہ منظر دیکھ کر) فرمایا کیا نہیں سنتے تم کہ اللہ تعالےٰ آنکھوں کے آنسو بہانے اور دل کے غمگین ہونے پر عذاب نہیں کرتا۔ لیکن اس کی وجہ سے عذاب کرتا ہے یا رحم کرتا ہے، اور آپ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عن اسامۃ بن زید رضی اللہ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیہ ابن ابنتہ وھو فی الموت ففاضت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال لہ سعد: ما ھذا یا رسول اللہ؟ قال ھذہ رحمۃ جعلھا اللہ فی قلوب عبادہ وانما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت اسامہ رض

(باقی بر صـ ۱۵)

ہفتہ وار



لاہور مغربی پاکستان

فون نمبر:- ۶۷۵۴۵

ایڈیٹر:- مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ: ۱۱ روپے

ششماہی چندہ:- ۶ روپے

جلد ۹ | ۴ اکتوبر ۱۹۶۳ء ۱۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۸۳ھ | شمارہ ۲۲

غازی خدا بخش

جہاد قیامت تک جاری رہیگا

؎ مرد میدان بنو، غازی اسلام بنو
خیل باطل کے لئے موت کا پیغام بنو

مسلمان نوجوانو! وقت کی پکار کو سنو اب تو ہمارے وزراء کو بھی آنے والا انقلاب قریب نظر آتا دکھائی دے رہا ہے۔ چنانچہ ایک طرف وزیر مواصلات خان عبدالصبور خان نے اعلان فرمایا ہے "ملک کی آزادی اور سلامتی کے تحفظ کے تمام قومی وسائل کو بروئے کار لایا جائے جارحیت کے مقابلے کے لئے نہ صرف ہمارے پاس دنیا کی بہترین فوج ہے بلکہ ہمارے ملک کے عوام بھی آزادی کے تحفظ کے لئے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں" دوسری طرف مرکزی وزیر داخلہ جناب حبیب اللہ خان نے فرمایا ہے کہ پاکستان کی سرحدوں پر بھارتی فوجوں کا اجتماع ناقابل برداشت ہے ... فوجوں کے اجتماع سے سرد جنگ کی صورت ...

بنانیوالے کو، اس کے پھینکنے والے کو، اور جو دوسروں کو چلانے کے لئے تیر دے" ایٹم بم کا زمانہ ہے حکومت کے تعاون سے آج کے اسلحہ سے لیس ہو جاؤ۔

"جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی (یعنی مرا) اور (اس کے اعمال) میں جہاد کا کوئی اثر نہ پایا گیا تو اس کے ایمان ...

خدا کو گمراہی و سرکشی اور معاشی بدحالی کی طرف لے جا رہی ہو ایسی قوم کو صفحۂ ہستی ہی سے مٹا دینا چاہیئے۔ مٹانے سے پہلے حجت قائم کرنی چاہیئے اسے خدائی احکام سے آگاہ کرنا چاہیئے۔ خدائی احکام اسلام میں مکمل ہیں لہٰذا اسلام ہی کی دعوت دینی چاہیئے چنانچہ قیصر، مخلوق خدا پر جب حد سے زیادہ ظلم کرنے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اسلام ہی کی دعوت دی اور یہ بھی لکھا "علیک اثم الاریسیین" یعنی تجھ پر تیرے خدام کا بھی وبال ہے ---- عام طبقہ کھیتی باڑی میں مصروف تھا لیکن تمام پیداوار چند گھرانوں کے زمیندار سمیٹ لیتے تھے اور کمیرے، دہقان بچارے نان شبینہ کے محتاج نظر آتے تھے پیٹ میں روٹی نہیں تن پر کپڑا نہیں۔

روم کے قیصر کی طرح ایران کا کسریٰ بھی اپنے عوام پر قسم قسم کا ظلم ڈھا رہا تھا اس کے عوام مزدور مجوسی تھے۔ اس لئے حضورؐ نے اسے بھی اسلام کی دعوت دیتے ہوئے لکھا کہ مجوسیوں کا وبال تیری ...

خطبۂ جمعہ ۸ جمادی الاولیٰ سنہ ۸۳ھ مطابق ۲۷ ستمبر سنہ ۶۳ء

حق پرستوں کو مصائب و آلام پیش آتے ہی رہتے ہیں اور انہیں لازماً آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ!

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ مَسَّتْھُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ ط اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ـــ

ترجمہ:- کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تمہیں وہ (حالات) پیش نہیں آئے جو ان لوگوں کو پیش آئے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اٹھے کہ اللہ کی مدد کب ہو گی۔ سنو بے شک اللہ کی مدد قریب ہی ہے

بزرگانِ محترم!

آیت بالا میں اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ مومن ہونے کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ تم نے ایمان کا اقرار کر لیا اور جنتی ہو گئے اور تمہیں درجاتِ عالیہ نصیب ہو جائیں گے بلکہ ضروری ہے کہ سختیوں، مصیبتوں اور مشکلوں کا مقابلہ کرو اور ان تمام آزمائشوں میں ثابت قدم رہو جو تم سے پہلے حق پرستوں کو پیش آ چکی ہیں اور تمہیں بھی پیش آئیں گی۔ مشقت اور تکلیف جھیلے بغیر منزلِ مقصود تک پہنچنا اور امتحان سے گزرے بغیر کامیابی کی امید رکھنا درست نہیں ہے۔

جان لو! انسان کی سب سے بڑی کامیابی جنت الفردوس میں اس کا داخلہ ہے اور یہ اتنی بڑی نعمت بلا محنت اور بلا مشقت حاصل نہیں ہو سکتی۔ بھلائی اور جنت کی راہ اس لئے کٹھن بنا دی گئی ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ کسے اس کی طلب اور تڑپ ہے جسے حقیقی جستجو ہو گی اور جس میں سچی تڑپ موجود ہو گی وہ ہر قیمت پر کوشش کرے گا کہ اللہ تعالےٰ کی بخشی ہوئی تمام طاقتوں کو بروئے کار لا کر اس مقصد عزیز کو حاصل کرے۔ سچا مومن اس راہ میں اپنی ہر متاع حتیٰ کہ جان تک قربان کرنے سے دریغ نہ کرے گا۔ نیز جو لوگ کٹھن راہ اور دشوار گزار گھاٹیوں سے گزر کر اپنے مقصود کو پہنچیں گے کامیابی کی صحیح قدر بھی انہیں کو ہو گی ـــ

ماضی کی گواہی

ماضی کی تمام تاریخ اس پر شاہد ہے اور گزشتہ امتوں کے حالات و واقعات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ کامیابی پانے والے ہمیشہ سے تنگی اور سختی کا مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں اور یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ اللہ کے دشمن، باطل پرست اور نیکی سے عداوت رکھنے والے لوگ حق پرستوں کو اذیت پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے انہیں بے چارہ اور بے بس بنا کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اس حد تک ان پر ظلم کرتے ہیں کہ وہ پکار اٹھتے اور بارگاہِ رب العزت میں یوں گویا ہو جاتے ہیں کہ اب تو لوگوں کی طرف سے ہم پر ظلم و ستم کی حد ہو گئی، آزمائش کی انتہا ہو گئی ....

...... شدتوں اور ہولناکیوں سے ہمارے دل دہل گئے "اے نصرتِ الٰہی! تیرا وقت کب آئے گا؟"

کامیابی و نصرت کی خوشخبری

جب اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کے بندے اس حال میں اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس کی نصرت کے طلبگار ہوتے ہیں تو اچانک پردۂ غیب چاک ہو جاتا ہے اور خدا کی نصرت یہ کہتی ہوئی نمودار ہوتی ہے۔

"ہاں گھبراؤ نہیں، خدا کی نصرت تم سے دور نہیں اس کی مدد تمہیں ضرور پہنچے گی لیکن یاد رکھو اس مدد کا ایک مقررہ دستور ہے۔ پہلے آزمایا جاتا ہے، بندوں کے صبر اور استقلال کا امتحان لیا جاتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ استقامت کو تو ہاتھ سے نہیں چھوڑتا، صبر اور ثابت قدمی سے اپنے مقام پر جما ہوا ہے یا نہیں؟

چنانچہ اگر وہ امتحان میں پورا اترے اور ثابت قدمی سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہے تو بالآخر اسے کامیابی و کامرانی کی نوید سنا دی جاتی ہے وہ کامیاب و کامگار ہوتا ہے اور حق کا دشمن تباہ و برباد اور ذلیل و خوار"۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ سَعْدٍ رض قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَآءً قَالَ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ... فَالْاَمْثَلُ یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی حَسَبِ دِیْنِہٖ فَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَآءُہٗ وَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ رِقَّةٌ ھُوِّنَ عَلَیْہِ فَمَا زَالَ کَذٰلِکَ حَتّٰی یَمْشِیَ عَلَی الْاَرْضِ مَالَہٗ ذَنْبٌ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ) ـــ

ترجمہ: سعد رض سے روایت ہے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا "لوگوں میں سے سب سے زیادہ مصیبت میں کون مبتلا ہوتا ہے آپ نے فرمایا "انبیاء پھر جو شخص ان سے زیادہ مشابہت رکھتا ہو۔ پھر جو شخص ان سے زیادہ مشابہت رکھتا ہو۔ ہر شخص پر اس کے دین کے لحاظ سے مصیبت آتی ہے اگر وہ اپنے دین میں بڑا سخت ہے۔ اس کی مصیبت بھی سخت ہو گی۔ اور اگر وہ اپنے دین میں نرم ہے اس پر مصیبت بھی اتنی سخت نہیں ہو گی۔ وہ دیندار اسی حالت میں رہے گا یہاں تک کہ وہ زمین پر چلے گا اور اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہو گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس جہاں میں ہر دیندار اور

حق پرست پر مصیبتوں کا آنا لازمی چیز ہے اور مصیبتیں بھی دیندار کی دینداری کے لحاظ آئیں گی۔ انبیاء علیہم السلام کے طریق کے جو شخص جس قدر قریب ہوگا اور جس قدر ان کی اتباع میں ثابت قدم ہوگا۔ اسی قدر مصیبتوں کا نشانہ بنے گا۔

رحمت کائنات ﷺ کا حال

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ ...... وَمَا یُخَافُ اَحَدٌ وَ لَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُؤْذٰی اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَیْنِ لَیْلَۃٍ وَ یَوْمٍ وَمَا لِی وَ لِبِلَالٍ طَعَامٌ یَاْکُلُہٗ ذُوْ کَبِدٍ اِلَّا شَیْءٌ یُوَارِیْہِ اِبِطُ بِلَالٍ ——
(رواہ الترمذی)

ترجمہ! انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ کے معاملہ میں ایسا ڈرایا گیا ہے جو کسی کو ایسا نہیں ڈرایا گیا۔ اور البتہ تحقیق مجھے اللہ کے معاملہ میں ایسی ایذا پہنچائی گئی ہے۔ جو کسی ایک کو نہیں پہنچائی گئی اور اور مجھ پر تیس دن اور رات ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال کے کھانے کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں تھی۔ جسے جاندار کھا سکے سوائے اس چیز کے جو بلال رض کی بغل اسے چھپائے ہوئے تھی ——

حاصل

یہ نکلا کہ جس مقدس و مطہر ہستی کی نظیر اللہ تعالےٰ کی مخلوقات میں نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں، جو ہر گناہ سے پاک ہے اور جس کے متعلق ہمارا یقین ہے ؎

رخ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

اُسے بھی محض دین الٰہی کی اشاعت کے باعث یہ تکلیفیں پہنچیں اور ان اذیتوں سے دوچار ہونا پڑا ——

خیر و شر کے سلسلے

محترم حضرات! اللہ عزّ وجلّ نے دنیا میں دو سلسلے چلائے ہوئے ہیں اور ان سلسلوں کو مختلف عنوانوں سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً توحید اور شرک، ایمان اور کفر، سنت اور بدعت، حق اور باطل، صداقت اور طاقت، نجات اور ہلاکت اسی طرح ان دو سلسلوں کی بنا پر آدمیوں کی بھی دو قسمیں ہو گئیں ایک قسم کے آدمی ایک راستے پر چلنے لگ گئے اور دوسرے قسم کے دوسرے راستے پر گامزن ہو گئے ——

اب چونکہ ان سلسلوں کی آپس... میں ٹکر ہے اور ان کا تضاد کسی سے چھپا ہوا نہیں اس لئے سلسلۂ خیر سے منسلک لوگ شر و فساد کو دنیا سے نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں اور سلسلۂ شر سے وابستہ افراد نیکی کو پھیلتا ہوا نہیں دیکھ سکتے ——

چنانچہ جب سے انسان کا وجود دنیا میں آیا ہے۔ اسی وقت سے ان دونوں گروہوں کا تصادم اور ٹکر بھی چلی آرہی ہے۔ باطل پرست یہی چاہتے رہے کہ حق پرستوں کا وجود صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے تاکہ ہمارے خلاف کوئی آواز دنیا کے گنبد سے سننے میں نہ آئے اور حق پرستوں کا ہمیشہ یہ ادعا رہا کہ باطل کا نام و نشان بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے تاکہ فقط اللہ جل شانہ کا نام دنیا میں بلند ہو، ہر شخص کے دل میں فقط وہی سمائے، ہر شخص کی زبان سے صرف اُسی کا ورد سننے میں آئے، ہر گھر سے اُسی کے ذکر کی صدا سنائی دے، ہر خاندان، ہر قبیلہ اور دنیا کے ہر ہر گوشے سے اُسی ذات پاک کے تذکرے سننے میں آئیں اور اسی کی رحمتوں کے شکریے ادا کئے جائیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ حق و باطل اور طاقت و صداقت کی فوجیں ہمیشہ ایک دوسرے سے برسرپیکار رہی ہیں اور تا قیامت رہیں گی ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

نتیجہ

یہ برآمد ہوا کہ حق پرست ہمیشہ باطل کے سامنے سینہ سپر رہیں گے اور اس طرح انہیں تمام عمر مصیبتوں اور اذیتوں سے دوچار ہونا پڑے گا —— اور چونکہ ان کی تمام مصیبتیں اور تکالیف اللہ رب العزت کے دین کی سربلندی کے لئے ہوں گی، اللہ جل شانہٗ کے اصلی، سچے اور کھرے دین پر عمل کرنے کے سبب سے ہوں گی۔ اس لئے خالق کائنات کے یہ مخلص بندے جب موت کی آغوش میں جائیں گے تو اللہ تعالےٰ انہیں اپنی رحمتوں اور انعامات سے خوب خوب سرافراز فرمائیں گے —— ان کی قبروں کو بہشت کا باغ بنائیں گے اور اس وقت انہیں صحیح معنوں میں پتہ چلے گا۔ کہ بے دینوں کی طعن و تشنیع اور دین حق کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہونے کا کیا صلہ ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

بزرگان محترم!

ہمارے آقا و مولا، سید دو عالم، فخر دو عالم روح دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے بہتر فرقے گمراہ ہونگے اور فقط ایک فرقہ حق پر ہوگا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا "یا رسول اللہ! وہ کونسا خوش نصیب فرقہ ہوگا! آپ نے فرمایا" جو لوگ میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر چلیں گے فقط وہی حق پر ہونگے" ——

پس اب مسلمانوں میں بھی دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو خلاف شرع رسمیں نہیں کرتے اور کتاب و سنت کے گرویدہ ہیں اور صحیح معنوں میں اہل سنت والجماعت ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ تعداد میں کم ہیں مگر درحقیقت یہی راستی پر ہیں اور یہی انشاء اللہ ناجی ہیں ——

دوسرے وہ لوگ ہیں جن کی تعداد زیادہ ہے مگر وہ خلاف شرع رسمیں دل کھول کھول کر کرتے ہیں، کفر کی پوری نقالی کرتے ہیں، سنت کا مذاق اڑاتے ہیں، قرآن کو فرسودہ اور ناقابل عمل کتاب قرار دیتے ہیں، حدیث رسول اللہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور بے دینی کی رسمیں اپناتے ہیں مثلاً شادی کے موقعہ پر تیل کی رسم، مہندی کی رسم، دولہا کا گھوڑی پر چڑھ کر سسرال کے گھر جانا، سر پر سہرا باندھنا، سربالا کا گھوڑی کے پیچھے بیٹھنا، برات کے ساتھ باجے کا ہونا وغیرہ وغیرہ یہ سب لوگ گمراہی کا شکار ہیں اور یہ کسی حالت میں اہل سنت والجماعت اور ناجی گروہ سے نہیں ہو سکتے ——

لیکن آپ حضرات اکثر دیکھتے ہیں کہ اگر ان خلاف شرع رسموں کو روکنے کی دعوت دی جائے، ان کو ترک کرنے کے لئے کہا جائے، ان رسومات سے قطع تعلق کر

لیا جائے تو بے دین لوگ طرح طرح کے طعنہ دیتے ہیں، ذلیل کرنے کی سعی کرتے ہیں اور ہر طریق سے اہل حق کو تکالیف پہنچانے اور اذیت دینے کی سر توڑ کوششیں کرتے ہیں اور وہ بچارے ان کے طعنوں اور ان کی طرف سے مشکلات کو جھیلتے رہتے ہیں۔ اور اس ذلت آمیز سلوک کو برداشت کرتے کرتے اور ان مصائب و آلام کا مقابلہ کرتے کرتے ان کی عمریں گزر جاتی ہیں اور بالآخر یہ موت کی گود میں چلے جاتے ہیں۔ لیکن اپنے رب کے ہاں زندۂ جاوید ہو جاتے ہیں اور ان کی قبریں اللہ کے فضل سے بہشت کا باغ بن کر رہتی ہیں۔

محترم حضرات!

اوپر کی سطور میں جن رسموں کا تذکرہ ہوا ہے ان میں سے کوئی بھی اسلامی نہیں۔ حالانکہ آج کل کے عوام مسلمان انہیں دین کا جزو خیال کئے ہوئے ہیں اور جو ان رسومات کو انجام نہ دیں خواہ وہ پکے اہل سنت والجماعت ہوں حنفی المذہب ہوں اور سلسلۂ قادریہ سے تعلق بھی رکھتے ہوں۔ انہیں آسانی سے وہابی کہہ دیا جاتا ہے جو صریح جھوٹ ہے اسی طرح بعض دوسری غیر اسلامی رسوم ہیں جنہیں ان ناسمجھ لوگوں نے دین سمجھ لیا ہے حالانکہ ان رسموں کا کھوج نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے، نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملتا ہے۔ نہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے اور نہ حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے مثلاً مزارات اولیاء کرام پر طبلے بجانا، عرس کے موقع پر بازاری گانے والی عورتوں کا مزارات اولیاء اللہ کی پائنتی کی طرف آکر دو زانو ہو کر بیٹھنا اور گانا گانا اور ہارمونیم وغیرہ بجانا۔ اب اندازہ فرمایئے کیا اولیاء اللہ کی روحیں بازاری عورتیں کے گانے اور ہارمونیم کی آواز سنکر خوش ہوتی ہوں گی — نہیں اور ہرگز نہیں بھلا ان کو ان غیر اسلامی حرکات سے کیا سروکار؟ وہ تو ان چیزوں سے زندگی سے قطعاً بیزار تھے۔ اور موت کے بعد بھی بیزار ہی ہیں

کہئے کیا یہی دین ہے جس کی بنیاد پر لوگوں کو وہابیت کے فتوے سنائے جاتے اور بچارے سیدھے سادھے عوام کو فریب دیا جاتا ہے — کیا یہی اسلام ہے کہ رنڈیوں کے گانے سنیں جائیں۔ اور نماز، روزہ حج زکوٰۃ سب کو یکسر ترک کر دیا جائے اور جو آدمی ان غیر اسلامی حرکات کی مخالفت کرے اسے وہابیت کے لقب سے نواز دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ایسے سب لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے اور اصلی، سچے اور کھرے اسلام کی پیروی کی توفیق دے — آمین

چیلنج

ہے کوئی شخص جو ان چیزوں کا جواز ہمارے برگزیدہ امام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال و افعال سے پیش کر سکے۔ ہم بحمد اللہ تعالیٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں اور ان کے قول کو کتاب و سنت کے بعد حجت تسلیم کرتے ہیں لہٰذا حنفی کہلانے والے حضرات کو ان چیزوں کا ثبوت امام صاحب کی زندگی سے مہیا کرنا چاہیئے — اسی طرح ہم نقشبندی، سہروردی، چشتی، قادری سب سلاسل والوں کو حق پر تسلیم کرتے ہیں لیکن خود قادری ہیں اور دعوے سے کہتے ہیں کہ ان چیزوں کا کوئی جواز سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ کے ہاں نہیں ہے —

ہمارے شیخ کا دامن پاک ہے

ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامل یقین ہے کہ شیخ جیلانی حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز کا دامن ان بدعات سے یقیناً اور قطعی طور پر پاک ہے اور وہ اللہ کے ایک ایسے ولیٔ کامل تھے جن کی نظیر صحابہؓ کے بعد بہت کم پیش کی جا سکتی ہے —

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق فرمائے، ان سے تعلق کو ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ اور اس مقدس ہستی کا سا متبع سنت بنائے۔ آمین

حق پرستوں کے دشمن

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی امت میں سے جو لوگ حق پرست ہیں۔ جن کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور ان کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہے ان کے دشمن دو قسم کے ہیں ایک وہ بدعتی طبقہ جن کا ذکر اوپر آچکا ہے اور دوسرے وہ نوجوان جنہیں موجودہ تعلیم نے اسلام سے دور کر کے یورپین ازم کا گرویدہ بنا دیا ہے وہ لوگ اپنی من مانی کارروائیوں کی راہ میں حق پرستوں کو رکاوٹ خیال کرتے ہیں اور ان پر آوازے کستے ہیں اور اس طرح حق پرستوں کی مخالفت کو شعار بنا رکھا ہے۔ وہ مولویوں کو بے عقل، ڈھیلے سے استنجا کرنے والے، دقیانوسی اور نہ جانے کن کن القاب سے نوازتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو سمجھ عطا فرمائے دین حق کو سر بلند کرے اور ہمیں حق پرستوں کے زمرہ میں شامل رکھے اور ہمیں توفیق دے کہ ہر مصیبت کا مقابلہ کرتے ہوئے منزل کی طرف بڑھے چلے جائیں اور اسلام کا دامن کسی طرح ہم سے نہ چھوٹے — آمین

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین)

(نوٹ)

خطبہ جمعہ اس مرتبہ حضرت مولانا عوض محمد صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے دیا۔ لیکن چونکہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کا خطبہ لکھا جا چکا تھا اس لئے حضرت مولانا عوض محمد مدظلہ کی تقریر آئندہ شمارہ میں ہدیۂ قارئین کی جائے گی —

ادارہ

قرآنی تعلیمات کو زندہ رکھنے والے آج بھی موجود ہیں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کے چک لالہ، راولپنڈی مری، نتھیا گلی، ایبٹ آباد، مانسہرہ، لفہ اور دیگر متعدد علاقوں کے تبلیغی دورہ کی مختصر روئیداد —

از قلم: محمد عثمان بی اے — (واہ کینٹ)

۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء، جمعہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور بذریعہ ریل کار رات کے ۹ بجے چک لالہ ریلوے سٹیشن پر اترے۔ ڈاکٹر نظر صاحب اور حاجی بشیر احمد صاحب بھی ہمراہ تھے۔ اسٹیشن پر راولپنڈی واہ کینٹ پشاور اور نوشہرہ کے احباب اپنے روحانی مربی کو خوش آمدید کہنے کے لئے جمع تھے۔ عشا کی نماز کے بعد چک لالہ کی ایک مسجد میں مجلس ذکر منعقد ہوئی۔ انتظام الحاج چوہدری اللہ دتہ صاحب ڈی سی ایم اے ایس پی اے، ایف، چک لالہ اور ملک بشیر احمد صاحب اسسٹنٹ گیریژن انجینئر نے کیا چوہدری اللہ دتہ موصوف اور ان کی اہلیہ محترمہ حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہو کر سلسلۂ عالیہ قادریہ راشدیہ میں منسلک ہو گئے۔

۲۰ جولائی ہفتہ

علی الصبح مری کے لئے روانہ ہو گئے۔ حافظ غلام محمد صاحب کے مدرسہ کشمیری بازار مری میں پہنچے تو بارش چھما چھم آ گئی۔ پانی برسنے کے باوجود جامع مسجد میں ظہر کے بعد ایک پاکیزہ اجتماع منعقد ہوا۔ اور حضرت نے حاضرین کو روحانیت کی قدر و قیمت بتائی۔ کافی لوگ بیعت بھی ہوئے۔ عصر کے بعد ہم سالی سینی ٹوریم میں محترم المقام چوہدری عبدالرحمٰن صاحب سے ملنے کے لئے گئے۔ چوہدری صاحب وہاں علاج کرا رہے ہیں۔ حضرت نے بتایا کہ خدام الدین کے آغاز میں چوہدری صاحب موصوف نے چپڑاسی سے لے کر ایڈیٹر اور ہاکر تک کی تمام ڈیوٹیاں دیں اور آج اس اخلاص کا نتیجہ ہے کہ یہ پرچہ گھر گھر قریہ قریہ شہر شہر پہنچ رہا ہے۔ چوہدری صاحب کی صحت اب ماشاء اللہ کافی اچھی ہے خدا کرے کہ جلدی ہی وہ صحت یاب ہو کر اپنے گھر واپس آئیں رات کو نماز عشاء کے بعد جامع مسجد مری میں حضرت کا خطاب تھا۔ مری کی خوش رنگ آبادی میں عیش و عشرت کے دلدادہ لوگ ناچ گانوں اور خلاف اسلام رسم کے جشن مناتے ہیں۔ عریانی اور بے حیائی کی انتہا ہو چکی ہے غیرت کا جنازہ نکل چکا ہے، ہم مسجد میں اللہ والوں کی آمد کی اطلاع پا کر ایک انبوہ کثیر اللہ کا پیغام سننے کے لئے بھی آ گیا تھا اور حضرت نے مری کی عنایت سے ایک بے نظیر تقریر فرمائی۔ صبح درس قرآن مجید بھی دیا۔

۲۱ جولائی اتوار

صبح سویرے ہی نتھیا گلی کے راستے ایبٹ آباد کے لئے روانہ ہو گئے نتھیا گلی پہنچ کر بسیں پانچ گھنٹے رکتی ہیں۔ اس دوران ہم جامع مسجد میں گئے۔ یہاں عمارتوں میں لکڑی کا کام زیادہ ہوتا ہے۔ اور اینٹ بہت کم استعمال ہوتی ہے۔ چنانچہ مسجد قریباً ساری لکڑی سے بنائی گئی تھی ہمارے کھڑے کھڑے وہاں کے عمر رسیدہ امام صاحب بھی آ گئے۔ باتوں باتوں میں پوچھنے لگے کہاں سے آئے ہو اور کون ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم لاہور سے آئے ہیں اور طالب علم ہیں۔ ڈاکٹر نظر صاحب نے ان امام صاحب سے پوچھا کہ لاہور میں آپ کسی عالم دین کو جانتے ہیں؟ بڑے میاں نے کہا ہاں ایک ہستی تھی مگر وہ گزر چکی ہے۔ ان کا رسالہ خدام الدین بھی نکلتا ہے۔ یعنی حضرت مولانا احمد علی رح صاحب اس پر ڈاکٹر نظر صاحب نے کہا کہ یہ حضرت مولانا احمد علی رح کے صاحبزادہ اور جانشین ہیں یہ معلوم کر کے وہ بڑے خوش ہوئے اور جان و دل سے قربان ہونے لگے۔ ایک سکول ماسٹر صاحب نے جب سنا تو وہ بھی جانثار کرنے لگے اور زبردستی چائے کی دعوت دی۔ نماز ظہر کے بعد گاڑی ایبٹ آباد کے لئے روانہ ہو گئی اور عصر کے قریب ہم لوگ وہاں جا پہنچے راستے میں قاضی زاہد الحسینی صاحب اور ایبٹ آباد کے احباب حضرت کا استقبال کرنے کے لئے موجود تھے۔ سیدھے پولیس لائن کی مسجد پہنچے اور نماز عصر ادا کی ایبٹ آباد کے تمام علمائے کرام اور احباب وہاں آ گئے۔ خطیب ہزارہ مولانا محمد اسحاق صاحب مانسہروی بھی تشریف لے آئے۔ نماز مغرب محلہ کنج جدید میں ادا کی گئی۔

۲۲ جولائی سوموار

نماز فجر کے بعد درس قرآن حکیم منعقد ہوا ظہر کے بعد جامع مسجد ایبٹ آباد میں طلبار کا معائنہ کرنے کے لئے حضرت تشریف لے گئے جامع مسجد کی بالائی منزل بچوں سے بھری ہوئی تھی اور بچے پیاری پیاری آواز میں قرآن حکیم کے مسحور کن رکوعات سناتے رہے اور بعد میں ان کو مٹھائی دی گئی۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد حضرت نے جامع مسجد میں حاضرین سے خطاب فرمایا۔ خطیب ہزارہ مولانا محمد اسحاق صاحب مانسہروی نے عوام سے حضرت کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا "اگر علمائے پاکستان اور ایک کثیر تعداد میں عوام اس نو عمر ہستی مولانا انور کے پیچھے چلنا فخر سمجھتے ہیں تو آخر ان میں کوئی بات ہے۔ ان کی نو عمری کو نہ دیکھو بلکہ ان کے عالی مرتبہ پر نگاہ رکھو، عشاء کے بعد پھر حضرت نے ایک بہت بڑے مجمع سے کنج جدید کی مسجد میں خطاب فرمایا اس روز ایبٹ آباد میں ایک نوجوان مسمی صاحبزادہ فیض الحسن بھی حضرت کی مجلس میں آ بیٹھا اور وہاں کے چند احباب نے بتایا کہ یہ نوجوان اپنے آپ کو حضرت شیخ التفسیر رح کا خلیفۂ مجاز ظاہر کرتا ہے اور عوام کو اپنے دام تزویر میں پھانستا ہے عورتوں کی بے حرمتی کرتا ہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو خراب کر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس نوجوان سے چند سوالات کئے جن کے جوابات اس سے نہ بن پڑے اور حضرت نے صاف فرما دیا کہ اس نام کا کوئی شخص حضرت کے خلفاء میں سے نہیں ہے

۲۳ جولائی منگل

صبح درس قرآن سے فارغ ہو کر شہدائے بالاکوٹ کی قبور پر انوار پر فاتحہ خوانی کے لئے روانہ ہو گئے۔ مانسہرہ سے گزرے تو علمائے کرام نے استقبال کیا۔ بالاکوٹ پہنچ کر برلب سڑک ایک بورڈ نظر پڑا جس پر "مزار سید احمد بریلوی" کے الفاظ لکھے تھے۔ دراصل یہ قبر کسی عام مسلمان کی ہے اور سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا صحیح علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں مراقبہ

کیا تھا - تو صاحب قبر نے آپ کو بتایا تھا کہ میں بالاکوٹ ہی کا ایک عام مسلمان ہوں اور میرا نام سید احمد ہے لوگوں نے مجھے سید احمد بریلوی مشہور کر دیا ہے - حضرتؒ نے کشف کے ذریعہ یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ شخص کوئی اونچے پایہ کا بزرگ نہیں ہے - اس کے بعد ہم شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پر انوار پر حاضر ہوئے۔ پہاڑوں کی بلند چوٹیاں، دشوار گزار گھاٹیاں دامنِ کوہ میں بہتا ہوا تیز رَو دریا کا پانی اور بلند قامت درخت شاہ اسماعیل شہید مرحوم کی عالی ہمتی اور رفعتِ درجات کا پتہ دیتے ہیں - عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ایسے ایسے دشوار گزار راستوں سے کس طرح گذر کر اللہ کے یہ سپاہی آئے تھے اور اسلام کے پرچم گاڑ کر توحید کی آذانیں بلند کی تھیں - مزار ایک فقیرانہ منظر پیش کرتا ہے نہ کوئی قبہ ہے نہ چراغ نہ پھولوں کی چادریں ہیں نہ منت منوتی - اللہ کا بہادر سپاہی اتنی اونچی پہاڑی پر آرام فرما رہا ہے اور قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنی ہوئی ہے - حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہاں مراقبہ کیا تھا تو فرمایا تھا کہ یہ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ ہی کا مزار ہے اور اس کے اندر باغ و بہار ہے - حضرت مولانا انورؔ نے اور دیگر حضرات نے دعائے مغفرت کی - حضرت کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو گر پڑے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مزار سے واپسی پر بالاکوٹ کے ایک مدرسہ میں گئے - بچوں کی قرأت سُنی اور حضرت نے مٹھائی کے لئے ایک رقم دی - واپسی پر مانسہرہ پہنچے تو جامع مسجد میں طلباء و اساتذہ جمع تھے چند منٹ کے لئے رُکے اور بچوں سے تلاوت سنی اور حضرت نے یہاں بھی اپنی جیب خاص سے بچوں میں تقسیم کرنے کے لئے مٹھائی منگائی اور سب بچوں کو کھلائی مغرب کی نماز قلندر آباد میں ادا کی گئی اور وہاں کے طلبا سے بھی قرأت سنی پھر حضرت نے خطاب فرمایا - عشاء کی نماز ایبٹ آباد پہنچ کر ادا کی گئی اور بعد از نماز عشاء کیہال کی مسجد میں حضرت نے خطاب فرمایا - یہاں بھی بچوں نے اپنی رسیلی آوازوں سے قرآن پاک پڑھا -

۲۴ر جولائی بدھ

گوجرانوالہ کے ایک خدا ترس اور مخیر بزرگ نے حضرت کو ہزارہ کے علاقہ میں مختلف مدارس قرآنیہ دکھانے کے لئے دعوت دی - حضرت نے دعوت قبول فرمائی اور ہم لوگ علی الصبح ہی مانسہرہ کے لئے روانہ ہو گئے - مانسہرہ سے کئی چھوٹے چھوٹے گاؤں میں گئے اور پھر آخر میں مولانا غلام غوث صاحب کے گاؤں لغہ تک سفر کیا وہاں تک مدارس ہی مدارس تھے - اوپر جن مدارس کا ذکر آیا ہے یہ سب مدارس ان ہی صاحب نے جاری کئے ہیں - خدا ان کی اس نیکی کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت بنائے آمین - ہم نے ان سے مکمل تفصیلات مانگیں مگر وہ بتانے سے گریز ہی برتتے رہے اور نہ ہی اپنے نام کی اشاعت کی اجازت دی - سارا دن ہم کو مختلف مقامات پر لے گئے اور ہر جگہ علاقہ کے بے شمار بچے ہوتے اور ان کے اساتذہ کے سامنے ان سے رکوعات سُنے - بچوں سے بڑی شفقت کرتے اور پیار سے پاس بلاتے بچے اس طرح خوش ہوتے گویا ان کے اپنے والدان کے پاس آئے ہیں - قاری صاحبان کو یہ نیک بزرگ "خیر الناس" کہہ کر پکارتے ہر جگہ بچوں کی ذہنی پرورش ہوتی نظر آئی - ہر بچے کو اسلامی مسائل آتے تھے اور اکثر بچوں کی جیبوں میں مسواک نظر آئی - ہر مدرسہ میں حضرت نے اپنی پاکٹ سے مٹھائی منگوا کے بچوں میں تقسیم کی - یہ صاحب خیر بزرگ اللہ کے دین اور قرآن حکیم کی نہایت عمدہ طریقے پر کر رہے ہیں ان کے ذہن میں ایک نہایت جامع منصوبہ ہے - جو انشاء اللہ جلد ہی پایۂ تکمیل کو پہنچے گا - یہ جو نئی پود انہوں نے لگائی ہے انشاء اللہ چند ہی برسوں میں حفاظ اور قرّاء کی ایک کثیر جماعت پیدا کرے گی آج روساء کی دولت اللوں تللوں میں خرچ ہوتی ہے - مگر اس نیک نفس بزرگ کی دولت قرآن کی خدمت میں صرف ہو رہی ہے - اگرچہ انہوں نے صیغۂ راز میں رکھا تاہم ایک اندازہ کے مطابق تقریباً ان کا اٹھارہ ہزار روپیہ ماہوار خرچ ہو رہا ہے - ہم نے جب بھی پوچھا کہ آپ کیا خرچ کر رہے ہیں - تو فرمایا کہ ہم خرچ نہیں کر رہے - کما رہے ہیں - ہزارہ کے چھوٹے چھوٹے دیہات میں چھوٹے چھوٹے بچے قرآن کے حافظ اور خوش الحان قاری دیکھ کر حضرت مولانا احمد علیؒ کے الفاظ یاد آ گئے کہ لاہوریوں کو دین کے عالم پیدا کرنے کا قطعاً شوق نہیں ہے - ان کو مسجد کے لئے امام اور تراویح کے لئے حافظ بھی ہزارہ سے ہی منگوانے پڑتے ہیں - یہ واقعی درست ہے اتنے ذہین بچے اور اتنی صحت لفظی سے قرآن پڑھنا اللہ تعالےٰ کا خاص انعام ہے - ایک اور خاص قابل ذکر بات یہ ہے کہ تقریباً تمام بچوں کو سکول میں بھی تعلیم دلائی جاتی ہے تاکہ جب تک وہ میٹرک کر کے بڑے ہو جائیں اس وقت تک وہ نہ صرف حافظ اور قاری ہی نہیں بلکہ مسائل اسلام میں بھی دسترس حاصل کر سکیں - ان خادم قرآن بزرگ کی سکیم یہ ہے کہ جگہ جگہ تجوید القرآن کے مدارس جاری ہوں - مقامی لوگ ایک کمیٹی بنالیں اور اہل آبادی اپنے وسائل جمع کر کے کم از کم ایک سال کے لئے خرچ کا آدھا حصہ فراہم کر لیں - جس سے قاری کی تنخواہ اور دیگر مصارف پورے ہو سکیں پھر آدھی رقم یہ دیتے ہیں - اس طرح جوں جوں مدرسہ مضبوط ہوتا جاتا ہے - توں توں مقامی لوگ بار اٹھاتے جاتے ہیں اور امداد کی رقم نصف سے ایک تہائی کر دی جاتی ہے - اور ایک اسٹیج پر پہنچ کر مدرسہ کا سارا انتظام و انصرام مقامی لوگ ہی سنبھال لیتے ہیں اور اس طرح یہ کارِ خیر ایک صدقۂ جاریہ کے طور پر ان مخیر صاحب کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے - اگر ایک بچہ حافظ قرآن بنانے پر سونے کا تاج کا وعدہ ہے تو ان بزرگ کو خدا معلوم کتنے تاج ملیں گے - بسا اوقات پورا پورا خرچ اور اکثر تین چوتھائی خرچ ان کو برداشت کرنا پڑتا ہے - پھر تعلیم قرآنی کے مختلف شعبہ جات ہیں - ایک طرف جہاں ناظرہ تعلیم دی جاتی ہے تو دوسری طرف حفاظ و قراء کی کلاسیں جاری ہیں - ایک نہایت عمدہ چیز ہے کہ عموماً رمضان المبارک میں حافظوں کی عادت ہے کہ جلدی جلدی تراویح پڑھاتے ہیں اور سننے والوں کو کوئی پتہ نہیں چلتا کہ حافظ صاحب کیا پڑھ رہے ہیں - کیونکہ وہ خیبر میل کی سپیڈ سے چلے جا رہے ہوتے ہیں - ان صاحب نے تمام اساتذہ کو ہدایت کر رکھی ہے کہ جب بھی قاری بناؤ تو ان کو ترتیل سے قرآن پڑھنا سکھانے کے علاوہ تراویح میں پڑھنے کے لئے بھی میانہ روی سکھاؤ - چنانچہ ہم نے جگہ جگہ یہی دیکھا کہ بچے تیز بھی پڑھتے مگر نہ اتنا تیز کہ سمجھ میں ہی نہ آئے - ایک ایک لفظ صاف صاف سمجھ آتا ہے اور الفاظ

باقی ص ۱۸

اللہ کے نیک بندوں کے درجات

راس المحققین اسوۃ الصالحین حضرت مولانا سید امین الحق صاحب شیلخو پوری

(قسط نمبر ۲)

امت محمدیہ میں رضائے الٰہی کے تابع اور علماء کے درجات

امت محمدیہ میں جن حضرات کو یہ توفیق ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی طرف مائل اور راغب ہوتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی اور سے کسی قسم کی امید نہیں باندھتے۔ خشیت اور اخلاص اعمال قلبیہ کے مکارم اور صلوٰۃ و صدقہ قالبیہ کے محاسن سے موصوف ہوتے ہیں ایسے اعمال پاکیزہ نفوس حضرات اولی العلم کو اللہ تعالےٰ بڑے بلند اور اونچے درجات عنایت کرتا ہے۔ اور قیامت میں ان کے بلند درجات کی طرح دنیا میں بھی ان کے مقامات اونچے ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ دنیا میں اونچے منازل پر پہنچ گئے تھے اس لئے قیامت میں ان کے اونچے درجات دنیا میں ان کے بلند مقامات کے نتائج اور ثمرات ہیں۔ قرآن شریف میں سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے "آیا وہ شخص جو اللہ کی رضاء کا تابع ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو غضب الٰہی لے کر لوٹا ہے؟ اللہ کے ہاں لوگوں کے مختلف درجے ہیں اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں"

اہل خیر اور اہل شر کے الگ الگ منازل ہیں اہل خیر کے درجات جنت میں ہیں اور اہل شر کے درکات جہنم میں ہیں۔ اہل خیر کو ان کے اعمال کے مطابق اور اہل شر کو ان کی بداعمالیوں کے مطابق ان کے مناسب منازل میں پہنچایا جائے گا۔ اور جس طرح اہل خیر اور اہل شر کے منازل الگ الگ ہیں۔ اسی طرح رضائے الٰہی کے تابع گروہ اور خدا کا غضب لائے ہوئے گروہ کے بے انتہاء مدارج نکل سکتے ہیں۔ جس طرح اہل شر کے باہمی مدارج ان کی بد اعمالیوں... کے اعتبار سے متفاوت ہیں جیسا اللہ نے فرمایا "منافقین دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے۔ اسی طرح رضائے الٰہی کے تابع گروہ میں باہمی اپنے اعمال خیر اور ان میں اکثار اور اخلاص کے مطابق مختلف درجات ہیں اور جنت میں ان کے یہ مختلف درجات اس لئے ہیں کہ دنیا میں ان کے اعمال اور اخلاص کے منازل متفاوت تھے۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح اہل خیر کو ان کے اعمال نے قیامت میں بلند درجات پر پہنچایا ہے اسی طرح ان کے اعمال خیر نے دنیا میں ان کو بلند مقامات پر پہنچایا ہے۔ اور دنیا میں ایسے حضرات کے متفاوت منازل مختلف اور متعدد ناموں سے اہل عرفان و معرفت میں اقطاب، ابدال، اوتار وغیرہ اسماء سے معروف اور مشہور ہیں۔

مسند امام احمدؒ میں مذکور ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ حضورؐ نے فرمایا ابدال شام میں ہونگے اور ان کی تعداد چالیس ہوگی اور ان میں سے جس نے وفات پائی اللہ تعالےٰ اس کی جگہ کسی دوسرے کو اٹھائے گا۔ اور انہی حضرات ابدال کی برکت اور دعا سے ان پر مینہ برسے گا اور انہی کی وجہ سے دشمن پر غالب آئیں گے اور انہی کی وجہ سے اہل شام سے عذاب دفع ہوگا۔" یہ حضرات ابدال ہیں کہ ان کے اعمال خیر نے اس مقام تک ان کو پہنچایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں ان کے اس مرتبت اور اس مقام کا نام ابدال ہے اور یہی حضرات قیامت کے دن اسی مقام کے مناسب درجات میں پہنچائے جائیں گے ایسے حضرات کے ساتھ قیامت کے دن درجات کا وعدہ قرآن شریف میں منصوص ہے اور اس سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ دنیا میں بھی ان حضرات کے منازل ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں اس کو بیان فرمایا

قرآن شریف میں سورۂ مجادلہ میں ارشاد ہے "اے ایمان والو! جب تمہیں مجلسوں میں کھل کر بیٹھنے کو کہا جائے تو کھل کر بیٹھو اللہ تمہیں فراخی دے گا۔ اور جب تمہیں کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جاؤ۔ تم میں سے اللہ ایمان والوں کے اور ان کے جنہیں علم دیا گیا ہے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔"

سید آلوسیؒ نے یہ لکھا ہے کہ اس آیت میں "والذین اوتوا العلم" کا عطف "علی الذین امنوا" یہ عطف خاص علے العام ہے اور الذین امنوا کے بعد "والذین اوتوا العلم" کے ذکر کرنے میں قرآن شریف علماء کی تعظیم کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ گویا اہل علم ایمان والوں کے علاوہ دوسری جنس ہے اور اس لئے الذین موصول کا اس آیت میں دوبار اعادہ کیا گیا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں ابن المنذر نے عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ایسے ایمان والوں کو جنہیں علم دیا گیا ہے ایسے ایمان والوں پر جنہیں علم نہیں دیا گیا ہے درجات فضیلت دی ہے اور حاکمؒ نے کتاب التفسیر میں ابن عباسؓ سے صحیح سند کے ساتھ اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت کیا ہے

"اللہ تعالےٰ ایسے ایمان والوں پر جنہیں علم نہیں دیا گیا ہے ایسے ایمان والوں کے درجات کو بلند کرے گا جنہیں علم دیا گیا ہے۔" دارمیؒ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا— قیامت کے دن شفاعت کرنے والے تین گروہ ہیں۔ انبیاءؑ ہیں پھر علماء ہیں پھر شہدا۔" شہداء سے فوق اور انبیاء سے نیچے شفاعت میں علماء کا درجہ ہے اور بزارؒ نے ثقہ رواۃ سے روایت کیا ہے "حضورؐ نے فرمایا علماء انبیاءؑ کے خلفاء ہیں۔" صحیح ابن حبان میں مذکور ہے "حضورؐ نے فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء سے میراث میں ان کا علم لیا جاتا ہے"۔ ابن حبان اس حدیث کی شرح میں یہ لکھتے ہیں وہ علماء جن کی لسان نبوت میں یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ وہ انبیاءؑ کے نائب اور انبیاءؑ کے وارث ہیں۔ یہ حضرات وہ علماء ہیں جنہوں نے حضورؐ کے سنن کا علم حاصل کیا ہے۔ یہ حضرات علماء جن کو انبیاءؑ کے وارث اور انبیاءؑ کے نائب فرمایا گیا ہے۔ ان کی یہ وراثت اور نیابت دنیا میں ان کے منازل اور درجات ہیں۔ ان کے علم نے دنیا میں ان کو اس قدر اونچا کر دیا ہے کہ نبوت کی زبان نے ان کو نبوت کی نیابت اور وراثت کا مقام ظاہر فرمایا ہے۔ قیامت میں درجات کی طرح دنیا میں حضورؐ

کی نیابت اور وراثت علماء کے منازل اور مقامات کے نام ہیں۔ اور اہل تصوف ایسے حضرات کو قطب ابدال وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ جیسا کہ حسن بصری رح کو تابعین میں ابدال کہا گیا ہے اور عصر صحابہ رض کے بعد عمر ابن عبدالعزیز رح کو قطب کہا گیا ہے اور عصر صحابہ رض میں حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض اور حضرت علی رض کو عرفان و معرفت کے علماء نے اقطاب کہا ہے۔ جیسا کہ ابن عابدین.... نے اپنے رسائل میں لکھا ہے۔ اور ایسے حضرات کے ساتھ اپنے منازل اور مقامات کے مناسب مجلس نبوی م میں برتاؤ اور سلوک کیا جاتا تھا اور ایسے حضرات اپنے مقام اور منصب کے مطابق از خود اپنے مقام اور منصب کی طرف آگے بڑھتے تھے۔ اور کسی صاحب نے ایسے حضرات کے ایسے اقدام پر انکار نہیں کیا ہے۔

ابن کثیر رح نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں یہ لکھا ہے۔ سنن میں یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجلس میں صدر ہوتے تھے۔ اور صحابہ رض اپنے اپنے مراتب کے مطابق حضور م کے قریب اور دور بیٹھتے تھے حضرت ابو بکر رض حضور م کے دائیں اور حضرت عمر رض حضور م کے بائیں بیٹھتے تھے اور حضرت عثمان رض اور حضرت علی رض چونکہ وحی لکھا کرتے تھے۔ اس لئے یہ حضرات اکثر حضور م کے سامنے بیٹھتے تھے۔ اور حضور م نے فرمایا تم میں سمجھدار عقلمند میرے قریب بیٹھا کریں پھر جو ان کے قریب ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں۔ حضور م کی مجلس علم اور ذکر کی مجلس تھی اور حضور م کے قریب اور دور بیٹھنے میں صحابہ رض کے منازل مراتب اور مقامات کی پہچان تھی۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مراتب کے مطابق اپنی مجلس میں بیٹھنے کی ہدایت فرمائی ان میں جو بڑے تھے وہ آگے بیٹھتے تھے اور اسی کے مطابق قیامت میں ان کے آگے اور اونچے درجات ہوں گے اور سید القراء ابی ابن کعب رض جب صف اول میں پہنچتے تھے تو اس میں سے کسی ایسے کو جو درجہ میں کم تھے باہر کرتے تھے اور خود اس کی جگہ کھڑے ہوتے تھے۔ حضرت ابی رض کے مقام اور مرتبت کا یہ اقتضا تھا۔ جس کو آپ خود پورا کر رہے تھے۔ غرض یہ کہ یہ حضرات علماء کے درجات اور منازل ہیں جن کی اطلاع ہمیں کتاب اور سنت نے کر دی ہے۔ اور اہل تصوف کے سربراہ ان کے منازل اور مقامات کے ناموں سے واقف ہیں۔ اور ان مقامات پر جو حضرات فائز ہوتے ہیں ان کے آثار اور اعلانات میں ان کے اخلاق اور اعمال میں اہل تصوف کے علماء ان مقامات پر ان کی تشخیص کرتے اور پہچانتے ہیں۔ آگے انشاء اللہ تعالے میں اس بحث کو تفصیل سے لکھوں گا۔ اس وقت صرف اس قدر مقصود ہے کہ حضرت مولانا رح کے علم و فراست میں کتاب اور سنت کی تبلیغ اور خدمات میں کسی مخالف نے بھی شک نہیں کیا۔ کتاب اور سنت کے علم میں احیاء اسلام کے سوا کسی وقت اور کسی حال میں بھی کوئی فائدہ آپ کے ملحوظ نظر نہیں رہا۔ اور حضرت مولانا رح کی متوکلانہ زندگی اس درجہ میں تھی کہ فقر و فاقہ کی ابتلاء میں فرنگ کے قید و بند کے امتحان میں مخالفین کی اذیتوں اور فتنوں کی آزمائش میں اللہ کے سوا آپ نے کبھی کسی کو نہیں پکارا۔ جن صاحبان نے حضرت مولانا رح پر تعدی کی ان سے درگزر کیا، جنہوں نے برائی کی ان کے ساتھ احسان سے پیش آئے۔ اور جو آپ پر خدا کا فضل تھا اس کے انفاق میں ہمیشہ آپ کا ہاتھ کھلا رہا۔ زہد، قناعت، عبادت کی کثرت اور اذکار کے شغل میں میل ملاقات کے مراسم سے آپ آشنا کبھی نہیں ہوئے تواضع انکساری اور تصنع اور تکلف سے تجنب آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ ہر یسر اور عسر میں کوفت اور راحت میں رنج اور خوشی میں تمام عمر رضائے الٰہی کے تابع رہی۔ جن حضرات نے آپ کو بار بار اور قریب سے دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ کو زندگی کے کسی شعبہ میں بھی تصنع اور تکلف کا دخل نہیں ہوا ہے۔ ایسے صاحب سنت عالم اور جمیلہ اوصاف اور حمیدہ اخلاق کے حامل سے کتاب و سنت میں درجات عالیہ کا وعدہ ہے اور ان درجات عالیہ کی شناخت کے لئے اگر ارباب بصیرت آپ کو صدیق اور ابدال کے مقام میں دیکھتے اور پہچانتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت مولانا پر حق تعالے کی بے پایاں عنایات اور افضال اور حضرت مولانا رح کی متعبدانہ اور بے لوث مخلصانہ اعمال اور کتاب و سنت کی بے پناہ خدمات کے نیک نتائج اور پاکیزہ ثمرات ہیں۔

شعر

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

بخاری شریف میں ہے حضور م کے پاس سے ایک شخص گزرا آپ نے اپنے پاس والے سے فرمایا یہ کیسا شخص ہے اس نے کہا یہ عزت مند لوگوں میں سے ہے اور اس قابل ہے اگر کسی کو نکاح کا پیغام بھیجے تو قبول کیا جائے گا اور اگر کسی کی سفارش کرے تو مان لی جائے گی حضور م خاموش رہے پھر ایک اور شخص گزرا آپ نے فرمایا یہ کیسا شخص ہے اس نے کہا یہ مسلمان فقیر لوگوں میں ہے اگر یہ کسی کو نکاح کا پیغام بھیجے تو قبول نہ کیا جائے گا۔ اور اگر سفارش کرے تو نہ سنی جائے گی آپ م نے فرمایا۔ اگر پہلی قسم کے آدمیوں سے زمین بھر جائے تب بھی یہ شخص ان سے بہتر ہے

صحیح مسلم میں اویس قرنی رح کے ذکر میں ہے کہ حضرت عمر رض کے پاس ایک وفد میں اویس قرنی رح کے ساتھ ایک شخص تمسخر کرتا تھا اس لئے کہ وہ اس کے مقام سے واقف نہ تھا حضرت عمر رض نے فرمایا حضور م نے اویس رح کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ تم میں سے جو اس کو ملے تو اس کو کہہ دے کہ اویس رح اس کے لئے بخشش کی دعا مانگے۔ اور حضرت عمر رض نے اویس قرنی رح کو فرمایا حضور م نے تیرے حق میں یہ فرمایا ہے اگر اویس رح کسی بات پر اللہ کی قسم کھائے تو اللہ تعالے اس کی قسم میں اس کو سچا کرے گا اور اگر ہو سکتا ہے تو عمر رض اس سے بخشش کی دعا منگاؤ۔ اسی لئے میرے لئے بخشش کی دعا مانگ، اویس قرنی تابعی رح خستہ حال قلیل المتاع تھے معاش کی تنگی میں عمر گزارتے تھے اور اس قدر بلند مقام کے باوجود اپنا حال چھپاتے تھے۔ جیسا کہ عارفین کا طریقہ اور اولیاء کا خاصہ ہے کہ فقراء اور ضعفاء کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ (باقی باقی)



محمد عباس انصاری بھوپالی کراچی

تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ دنیا میں صحیح معنوں میں اسلامی جمہوریت امیر المومنین امام المسلمین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے عہد مبارک سے لے کر امام المسلمین امیر المومنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کے عہد مبارک تک قائم رہی اس کے بعد آہستہ آہستہ اسلامی جمہوریت پر شہنشاہیت غالب آگئی اور پھر کچھ عرصہ بعد اس میں بھی تبدیلیاں رونما ہوگئیں اور دنیا آخر کار صحیح اسلامی جمہوریت سے محروم ہی ہوگئی! پاکستان کا قیام اسلام کے نام سے وجود میں آیا تھا۔ ارباب بصیرت نے اپنی اپنی کوششوں سے صحیح اسلامی جمہوریت قائم کرنے کی کوششیں بھی کیں لیکن وہ مکمل طور پر کامیاب نہ ہو سکے بہرحال سب اسی کوشش میں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان اسلامی جمہوریت کے سانچے میں ڈھل جائے خدا ان کی نیک کوششوں کو کامیاب کرے آمین میرے خیال میں اگر ہم اپنے نظام حکومت میں کچھ مندرجہ ذیل اصولوں کو اپنانے کی کوشش کریں تو یقین ہے کہ ہم اپنی جدو جہد میں کسی نہ کسی مقام پر کامیاب.... ضرور ہوں گے وہ اصول مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ حکمران طبقہ ارکین سلطنت اور اعلےٰ سرکاری حکام اپنے کردار کو خلافت راشدہ کے عمال کی طرح قرآن وسنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں —

۲— حکمران طبقہ ارکین سلطنت اور اعلےٰ سرکاری حکام فوری طور پر اپنے لباس میں تبدیلی کریں اور پاکستان کے قومی لباس کی منجانب حکومت تخصیص کی جائے!

۳— بیت المال کا قیام فوری طور پر عمل میں لایا جائے اور مسلمانوں سے زکوٰۃ اور غیر مسلموں سے جزیہ شرع اسلامی کے مطابق پابندی سے وصول کیا جائے!

۴۔ محکمہ احتساب قائم کیا جائے جو براہ راست صدر مملکت کی نگرانی میں رہے

۵۔ محکمہ اوقاف قائم کیا جائے اور تمام مساجد، یتیم خانے اور عبادت خانے اور مقدس درگاہیں اس کے ماتحت کردی جائیں اور ان کے کل مصارف محکمہ اوقاف برداشت کرے اور محکمہ اوقاف کی ہی منظوری سے ائمہ اور مؤذنوں کا تقرر عمل میں آئے۔

۶۔ ہر سال عید الفطر کے فطرہ کی رقم اور عید الاضحیٰ پر قربانی کی کھالیں سرکاری بیت المال کے علاوہ ان اداروں میں جمع ہوں جو صحیح مصرف میں خرچ کرتے ہوں۔

۷۔ پاکستان کی سرکاری زبان اردو قرار دی جائے اور عربی زبان کی ترقی اور رواج کے لئے پوری جدوجہد کی جائے تاکہ مسلمان عربی زبان کے ذریعہ احکامات قرآنی کو سمجھ سکیں

۸۔ جمعہ کے دن عام تعطیل کی جائے اور صدر مملکت اور اراکین سلطنت ہر جمعہ کو شہر کی جامع مسجد میں تمام لوگوں کے ساتھ نماز ادا کریں۔

۹۔ تمام سینما مکمل طور پر بند کر دیئے جائیں

۱۰۔ چوری، زنا کاری، قمار بازی، سود خوری، شراب نوشی، اقربا پروری اور رشوت ستانی کے مجرموں کو حد شرعی کے مطابق سر عام سزائیں دی جائیں۔ تاکہ سب کو عبرت ہو

۱۱۔ صدر مملکت بھیس بدل بدل کر ملک کے گوشہ گوشہ کا دورہ کریں اور عوام کے حالات معلوم کر کے ان کی تکالیف کا سدِ باب کریں —

۱۲۔ لنگڑے، لولے، اپاہج، بیوہ اور عمر رسیدہ، بیکار، بے روزگار اور ستم رسیدہ لوگوں کی نگرانی اور کفالت بلحاظ درجہ ومرتبہ منجانب حکومت کی جائے اور اس حد تک کی جائے کہ ان میں کوئی فرد بھوکا نہ سوئے

۱۳۔ محکمہ خبر رسانی قائم کیا جائے جس کا تعلق براہِ راست صدر مملکت سے ہو اس محکمے کا کام یہ ہو کہ وہ رعایا کے دکھ درد کو معلوم کر کے مع نام ونشان روزانہ حکومت کو مطلع کرتا رہے۔

۱۴۔ منجانب حکومت ہر شہر میں دارالامان اور اصلاح خانے قائم کئے جائیں اصلاح خانوں میں چھوٹے قسم کے جرائم کرنے والوں کو بجائے قید کرنے کے وہاں رکھ کر ان کی اصلاح کی بجائے اور جب منتظمین مطمئن ہو جائیں تو ان کو سوسائٹی میں واپس کر دیا جائے اصلاح خانوں میں قیام کی مدت چھ ماہ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے دارالامان میں ان لوگوں کو رکھا جائے جو بھیک مانگتے ہوئے یا سڑکوں پر لاوارثوں کی طرح بے کار پھرتے ہوئے پائے جائیں یہاں ان کی پوری کفالت کی جائے اور معزز شہریوں کی طرح برتاؤ کیا جائے۔

۱۵۔ مسلمانوں کو نماز کا پابند بنانے کے لئے تمام سرکاری دفاتر میں یہ احکامات جاری کئے جائیں کہ دفاتر کے اوقات میں ظہر اور عصر کی نمازوں میں شرکت نہ کرنے والوں کی غیر حاضری لگائی جائے اور ان کی تنخواہیں کاٹ لی جائیں پانچ وقت کی نماز پر کڑی نگرانی ہو

۱۶۔ ہر محلہ کی مسجد کے امام کے پاس ایک رجسٹر رکھ دیا جائے جو نمازیوں کی حاضری لگاتا رہے اور ہر بے نماز کو سر عام دُرّول سے سزا دی جائے

۱۷۔ سلطنت اسلامیہ پاکستان میں اسلامی وقار کو قائم رکھنے کے لئے محکمہ دار القضاء اور دار الافتا قائم کئے جائیں۔ قاضی القضاۃ کو چیف جسٹس کے برابر رکھا جائے صدر مملکت قاضی اور مفتی کی تعظیم کریں۔ صدر مملکت قاضی کے ہاتھ پر حلف وفاداری اٹھائیں جس کی تصدیق مفتی سلطنت کرے اور سب سے پہلے قاضی ومفتی سلطنت صدر مملکت سے وفاداری کا اعلان کریں

۱۸۔ مفتی سلطنت کو مذہبی فتویٰ دینے کے لئے ایک مجلس علماء ترتیب دی جائے جو تمام تر سلطنت کی طرف سے منتخبہ ہوں۔

(۱۹) ملک کے گوشے گوشے میں علماء کرام کو وعظ بیان کرنے کے لئے ایک علماء کا بورڈ بنایا جائے اس بورڈ کی اجازت کے بغیر کسی مولوی یا عالم کو ہرگز وعظ یا تقریر کی اجازت نہ دی جائے

یہ ہیں وہ اصول جن کو اگر ارباب حل وعقد پسند فرمائیں تو ہم ضرور کامیابی حاصل کر سکیں گے۔

وما توفیقی اِلّا باللہِ علیہ توکلت والیہ انیب —

قسط ۱۴

روحانی امراض کا ہسپتال

محمد عثمان غنی بی۔ اے واہ کینٹ

انجم:- ڈیڈی! آج ہمارے کلاس فیلو جاوید کے گھر ایک FUNCTION (تقریب) ہے اور مجھے بھی بلایا ہے اگر اجازت ہو تو چلا جاؤں؟

ڈیڈی:- کون جاوید؟ صوفی بشیر کا بھانجا؟

انجم:- جی ہاں وہی۔

ڈیڈی:- چلے جاؤ مگر دیکھنا جلدی آجانا چھوٹے بچوں کو گھر سے زیادہ دیر باہر نہیں رہنا چاہیئے۔

انجم:- آپ کتنے اچھے ہیں میں ضرور جلدی آجاؤں گا۔

انجم جاوید کے گھر پہنچتا ہے تو وہاں ایک بزرگ ہستی حاضرین سے مخاطب ہے اور سب دم بخود ہو کر سن رہے ہیں۔ انجم بھی وہاں دبے پاؤں جا کر بیٹھ جاتا ہے اور تقریب کے خاتمہ پر گھر آجاتا ہے

ڈیڈی:- کہو انجم ہو آئے؟

انجم:- جی ہاں

ڈیڈی:- جاوید نے کیا کیا خاطر و مدارت کی؟

انجم:- ڈیڈی خاطر مدارت تو کہیں رہی وہاں پر تو ایک بزرگ ہستی کے ارشادات سنتا رہا اور اگرچہ میں بچہ ہوں تاہم اُن باتوں نے میرے دل میں بڑا اثر کیا ہے۔

ڈیڈی:- وہ کیا؟

انجم:- انہوں نے بتایا کہ سکولوں اور کالجوں میں ماں باپ اپنے بچوں کو اس لئے بھجواتے ہیں کہ وہ بی۔ اے اور ایم اے ہو جائیں اور نوکری مل جائے مگر اللہ کا نام سکھانے کے لئے کسی دینی درس گاہ کا راستہ اولاد کو نہیں دکھاتے۔ انہوں نے کہا کہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بچنا ہو تو اللہ کی کتاب سے رابطہ پیدا کرو۔ قرآن کی آیت پڑھ کر انہوں نے بتایا کہ جہنم کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔ ڈیڈی مجھے تو ڈر لگنے لگا۔ کیونکہ میں آدمی تو نہیں ہوں بچہ ہوں اور اگر آدمی کی مثال ایک درخت کی سی ہو تو بچہ تو ٹہنی کی مانند ہوگا اور بڑی بڑی لکڑیوں کی بہ نسبت چھوٹی ٹہنیوں کو جلدی آگ لگتی ہے۔ ڈیڈی! آپ نے تو مجھے کانونٹ سکول میں داخل کرا کے بڑا ظلم کیا

ڈیڈی:- انجم! یہ تم کس کی باتیں سن کر آ گئے ہو۔ میں نے تو تمہیں تقریب میں بھیجا تھا کہ چلو چائے پی کر اپنے کلاس فیلو لڑکوں سے دل بہلا کر آجاؤ گے مگر تم تو مجھ پر ہی تنقید کرنے لگے۔ نکلے کہیں کے۔

انجم:- ڈیڈی! انہوں نے تو یہ بھی بتایا کہ کوئی کسی کی قبر میں نہیں جائے گا ہر ایک کو اپنی قبر میں جانا ہے اور ہر ایک کو اپنا حساب دینا ہے۔ اس لئے میرے دل پر اس بات نے گہرا اثر کیا ہے اور یہ آپ پر تنقید نہیں ہے بلکہ آپ سے استدعا ہے کہ آپ میرا مستقبل صحیح کریں۔

ڈیڈی:- اچھا انجم وہ اور کیا کہتے تھے؟

انجم:- وہ تو لاکھ لاکھ روپے کی باتیں بتاتے تھے انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے بھرتی فرما رہے تھے تو دو چھوٹے چھوٹے لڑکے بھی اپنا نام لکھوانے کے لئے حاضر ہوئے تو حضورؐ نے ان کو پیار سے پچکارا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ابھی تم چھوٹے ہو۔ ان میں سے ایک اپنے پنجوں پر کھڑا ہو گیا اور قد اونچا کر کے کہنے لگا کہ میں تو بڑا ہوں۔ حضورؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اچھا بھائی تمہارا نام لکھ لیتے ہیں اس پر دوسرا بولا کہ حضورؐ میں اس سے زیادہ طاقتور ہوں ہماری کشتی کرا کے دیکھ لیں جب کشتی ہوئی تو واقعی اس نے دوسرے کو بچھاڑ دیا۔ اس پر اس کا نام بھی مجاہدین کی لسٹ میں لکھ لیا گیا اور پھر انہیں ننھے مجاہدوں نے ابوجہل کو زخمی کر کے گرا دیا اور ایک بڑے صحابی نے اس کا سر اتار دیا ڈیڈی ایسے بہادروں کی باتیں سن کر دل میں خون جوش مارتا ہے

ڈیڈی:- انجم! تم ابھی چھوٹے ہو ایسی باتوں پر غور نہ کیا کرو۔ بڑے ہو کر ابھی تم کو ولایت جانا ہے پھر ڈگری حاصل کر کے واپس آؤ گے کار لاؤ گے۔ ایک بہت بڑا بنگلہ ہوگا اور چین سے رہیں گے۔ پھر ہم دھوم دھام سے تمہاری شادی کریں گے، بہت سا جہیز آئے گا،

انجم:- ڈیڈی یہ تو سب ٹھیک ہے مگر آخر جب قبر میں ہی جانا ہے تو اس کے لئے فکر تو ضرور کرنا چاہیئے۔ جاوید کے ماموں صوفی بشیر نے کہا تھا کہ شام کو بھی وہی بزرگ وہیں قیام کریں گے اور بڑوں سے خطاب کریں گے۔ سب بچے اپنے بڑوں کو خبر کر دیں۔ میرا ارادہ ہے کہ شام کو ہم دونوں بھی وہاں چلیں۔

ڈیڈی:- انجم! میں نے بہت جلسے اٹینڈ (Attend) کئے ہیں۔ مگر یہ محض آدمی ..... کو بے کار کرنے والی باتیں سناتے ہیں تم اس کا خیال چھوڑ دو اور سکول کا کام کرو۔

انجم:- (مچل کر) میں آپ سے نہیں بولوں گا میں آپ سے نہیں بولوں گا۔ اگر آپ میرے ڈیڈی ہیں تو پھر ضرور چلیئے میں آپ کو زبردستی بھی لے چلوں گا۔

ڈیڈی:- (مسکراتے ہوئے) اچھا میاں چلوں گا، مگر تم اپنی ممی سے بھی تو جا کے کہہ دو نا۔

انجم:- (خوشی سے اچھل کر) میرے اچھے ڈیڈی۔

ممی:- انجم کہاں تھے تم بیٹے؟

انجم:- میں اور ڈیڈی آج شام جاوید کے ہاں جا رہے ہیں۔ وہاں بڑی اچھی اچھی باتیں سنائی جاتی ہیں ممی آپ تو میری ممی ہیں اس کے لئے اجازت ہے نا

ممی:- جب تم نے ڈیڈی سے پوچھ لیا ہے تو میری اجازت کی کیا ضرورت ہے شوق سے جاؤ۔

انجم:- میری پیاری ممی! آپ کتنی اچھی ہیں۔

شام کو انجم اور اس کے ڈیڈی جاوید کے ہاں جاتے ہیں۔ علیک سلیک کے بعد بیٹھ جاتے ہیں اور انجم چپکے سے اپنے ڈیڈی کو ان نورانی چہرے والے بزرگ کی طرف اشارہ کر کے بتاتا ہے کہ یہ ہیں وہ لاکھ لاکھ روپے کی باتیں بتانے والے بزرگ اور پھر تھوڑی دیر میں خطاب شروع ہو جاتا ہے۔

مرد کامل:- آج کل لوگ نہ خود خوف خدا کو دل میں جگہ دیتے ہیں نہ اپنی اولاد کو دین کی راہ دکھلاتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا

۱۳

عورتوں کا صفحہ

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ عنہا

شفقت لاہور

آپ بہت بڑی ولی اللہ گزری ہیں۔ تقویٰ کا رنگ آپ کی ذات میں بے حد نمایاں تھا۔ آپ اپنے والدین کی چوتھی بیٹی تھیں اس لئے رابعہ نام رکھا گیا چونکہ بصرہ میں پیدا ہوئیں اور عمر کا بیشتر حصہ وہیں گزارا لہذا بصری کہلوائیں اس طرح آپ کا نام رابعہ بصری مشہور ہو گیا۔

آپ نے غربت میں آنکھ کھولی، والدین اتنے غریب تھے کہ آپ کی پیدائش کے وقت دیا جلانے کے لئے تیل تک بھی نہ تھا۔ لہذا کسی سے تیل مانگ کر ضرورت پوری کی گئی۔ چنانچہ اسی حالت (غریبی) میں پرورش پائی۔ انہیں ایام میں ملکی انقلاب آیا تو بہنوں سے جدا ہو گئیں اور کچھ عرصہ غلامی میں گزارا۔ اس لئے آپ کی ذات میں تقویٰ صبر اور توکل جیسی خوبیاں پیدا ہو گئیں، بڑے بڑے بزرگ آپ سے فیض حاصل کرتے تھے۔ آپ کے توکل کا مقام بہت بلند ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے پاس کچھ آدمی بیٹھے تھے۔ ان کی تعداد غالباً نو ۹ بتائی جاتی ہے۔ اس وقت آپ کے پاس صرف دو روٹیاں تھیں مگر کھانے والے نو تھے۔ سب آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سائل نے آکر آواز دی۔ آپ نے وہ دو روٹیاں فقیر کو دے دیں۔ وہ آدمی بہت حیران ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ ہم نو افراد ہیں اور روٹیاں صرف دو تھیں اور وہ بھی سائل کو دے دیں۔ اب ہمارے کھانے کا بندوبست کہاں سے ہو گا — کچھ دیر کے بعد ایک اور شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے دروازہ کھولا تو اس نے دو روٹیاں پیش کیں آپؒ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ میرا حصہ نہیں ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد کسی اور نے دستک دی اور ایک شخص ۲۰ روٹیاں دے کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد آپ نے کہا کہ میں نے خدا سے سودا کیا تھا۔ چونکہ خدا کا فرمان ہے کہ میں تمہاری نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا ہوں لہذا میں نے دو روٹیاں دے کر بیس ۲۰ روٹیاں حاصل کر لی ہیں۔

آپ اپنے ایک سفر کے متعلق بتاتی ہیں کہ میں بڑھاپے کے زمانے میں ایک صحرا سے گزر رہی تھی کہ مجھے سخت پیاس لگی۔ دور دور تک پانی کا کہیں نام و نشان تک بھی نظر نہ آیا۔ آخر کار ایک کنواں نظر آیا۔ میں بڑی خوش ہوئی۔ لیکن جب دیکھا کہ پانی نکالنے کا سامان نہیں ہے تو بہت افسردہ ہوئی۔ ناامیدی کی حالت میں وہیں بیٹھی تھی کہ کیا دیکھتی ہوں کہ چند ہرنیاں چوکڑیاں بھرتی ہوئی آئیں — جونہی وہ کنوئیں کے نزدیک پہنچیں پانی کناروں تک آ گیا اور وہ پی کر چلی گئیں ان کے جاتے ہی پانی فوراً نیچے اتر گیا میں یہ دیکھ کر بڑی مایوس ہوئی کہ اتنی عبادت کرنے کے باوجود بھی میں اس قابل نہیں ہو سکی کہ اللہ تعالےٰ نے جس طرح اپنی رحمت ہرنیوں پر فرمائی ہے اسی طرح مجھے اپنی رحمت سے نوازے

پھر کہتی ہیں کہ اسی وقت آواز آئی "اے رابعہ تیری نظر اسباب پر تھی تو رسی اور ڈول ڈھونڈھ رہی تھی۔ مگر اس بے زبان مخلوق کی نظر مسبب الاسباب پر تھی۔ اس لئے ان کے لئے پانی اچھال دیا گیا۔ اگر تو بھی سبب کو نکال دیتی تو پانی اچھل کر آ سکتا تھا —

بقیہ:- روحانی ہسپتال ص۱۲ سے آگے

ہے کہ نسلوں کی نسلیں اسلام سے ناآشنا رہتی ہیں تو پھر صدائے لا الٰہ کہاں سے آئے؟ ہمیں اللہ نے دنیا میں عبادت کے لئے بھیجا اپنے بچوں کو عیسائی مشنریوں کے سکولوں کالجوں میں داخل کرا کے تم لوگ بڑے خوش ہوتے ہو اور ابا جان یا امی جان کے بجائے ڈیڈی اور ممی کہتے ہیں تو تم بڑے خوش ہوتے ہو۔ بچے ہری شاخوں کی مانند ہوتے ہیں۔ جدھر موڑو مڑ جاتے ہیں۔ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔ ان کی مثال ایک صاف تختی کی سی ہے۔ جس پر جو چاہو لکھ لو۔ کل اللہ کا دربار ہو گا اور یہ اولاد تمہارے گریبان پکڑ کر فریاد کرے گی کہ اے اللہ ہمارے بڑوں نے ہمارا بیڑا غرق کیا۔ ہمیں تو عذاب انہی نے دلایا اب ان کو دگنا عذاب دے جس بچے کو قرآن پڑھایا جائے اس کے ماں باپ کو صدقہ جاریہ کی طرح اس کا ثواب ملتا ہے، یہاں بھی اور قبر میں بھی اللہ تعالےٰ قیامت کے دن حافظ بچوں کے ماں باپ کو سونے کے تاج عطا فرمائیں گے اور بلند درجات عطا فرمائیں گے۔ اس لئے اپنی اس ذمہ داری کا احساس کرو اپنی اولاد کی غلط تربیت کر کے اپنی ہلاکت کا سامان خود نہ کرو۔ اولاد کو ایسی تعلیم دینا نہایت ضروری ہے کہ جب آدمی مرے تو اس کی اولاد اپنے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کر سکے آج مغربی علوم کی ڈگریاں تو ہر کوئی حاصل کرتا ہے مگر نماز جنازہ شاید ہی کسی کو یاد ہو۔ ایسی اولاد اور ایسی تعلیم کا کیا فائدہ۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ اولاد کو تعلیم نہ دلاؤ اور وہ تم کو کما کر نہ کھلائیں تعلیم چاہے جتنی مرضی ہے دلاؤ۔ مگر دین کا رستہ بھی اولاد کو دکھاؤ۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اسلام کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔

مجلس کے برخاست ہونے پر انجم اور اس کے ڈیڈی واپس آتے ہیں، راستے میں ڈیڈی انجم سے وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ قرآن کی تعلیم ضرور دلائیں گے اور ڈیڈی کے بجائے ابا جان کہا کرو۔ انجم خوش ہو کر اپنے ابا جان سے لپٹ جاتا ہے۔ (باقی باقی)

سورۃ المجادلہ کی شرح

امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ بشیر احمد بی اے و غازی خدا بخش

شیخ الہند حضرت (مولانا) محمود الحسن دیوبندی رح نے فرمایا کہ میرے شاگردوں میں ادب قرآن میں جو درجہ کشمیر کی وادی لولاب کے سید انور شاہ رح کو حاصل ہوا وہ کسی اور کو نہیں اور قرآنی سیاست میں جو درجہ عبید اللہ سندھی رح نے حاصل کیا وہ کسی دوسرے کے حصہ میں نہ آیا۔ یہ بات شیخ الہند رح نے کب کہی جب انگریز نے انہیں مالٹا میں قید کر دیا یہ بات کس نے سنی یہ ان کے شاگرد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح نے سنی جب وہ ان کے ہمراہ اسیر مالٹا تھے اور مولانا سندھی عملی طور پر قرآنی سیاست میں حصہ لے رہے تھے اور استاد محترم کے ارشاد کے مطابق افغانستان پہنچ کر افغان فوجوں کو ہمراہ لے کر انگریز فوجوں کے مقابلے میں سینہ سپر تھے۔ آخر انگریز صلح پر مجبور ہو گیا اور ایک شرط یہ قرار پائی کہ عبید اللہ سندھی رح کو افغانستان میں نہ رہنے دیا جائے حضرت سندھی رح نے اپنی پچیس سالہ جلاوطنی کی میعاد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے روس، ترکی اور حجاز کا رخ کیا۔ انگریز نے مولانا سندھی رح کو افغانستان میں نہ رہنے دیا۔ مولانا سندھی رح نے اپنی جد و جہد جاری رکھی اور آخر انگریز کو ہندوستان سے نکلوا دیا۔ پچیس سالہ جلاوطنی کے بعد اپنی قوم کو ووٹ کی قیمت سمجھانے اور ولی اللہی فلسفہ سمجھانے کی غرض سے ہندوستان میں قدم رکھا یہ پاکستان بننے سے پہلے کی باتیں ہیں۔ مولانا سندھی رح نے کابل جانے سے پہلے اپنے حقیقی بھتیجے کو قرآنی سیاست کا ایسا درس دیا کہ انہوں نے اسے تاحینِ حیات نہ بھلایا آخر دم تک اس سے عجمیوں کے دلوں کو منور کیا اور شیخ التفسیرؒ بن کر وصال فرمایا۔ تینوں بیٹوں کو وہی درسِ قرآن ایسا سمجھایا کہ ایک اکبر الالبیانِ لاہور کو وہی درس سنا رہا ہے تو دوسرا لاہور اور بیرون لاہور سارے مغربی پاکستان کے قریہ قریہ میں پہنچ کر وہی درس پڑھا رہا ہے۔ تیسرا سات مہینے مدینہ منورہ میں اور پانچ مہینے مکہ معظمہ میں وہی درس سیاست قرآن عرب و عجم سب کو دے رہا ہے غرضیکہ "ایں خانہ آفتاب است"

شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحؒ سے امام انقلاب سندھی رحؒ نے ان کے شاگردوں سے دو نوجوان طلب کئے حضرت لاہوری رحؒ نے اپنے دو شاگرد ان کے حوالے کئے ایک ہے شیخ بشیر احمد بی اے اور دوسرا راقم آثم خدا بخش عفی عنہٗ جو کچھ عرصہ کے لئے کابل مکہ معظمہ اور سندھ کے گوٹھ پیر جھنڈا میں حضرت سندھی رح کی رفاقت میں رہا حضرت سندھی رح نے وصال سے پہلے چار ہزار صفحات مختلف امالیوں میں قرآن، حدیث، سیاست اور تصوف وغیرہ کے موضوعات پر لکھوا دیئے انہی امالیوں میں سے ایک امالی کی ایک غیر مطبوعہ سورۃ ہفتہ وار خدام الدین لاہور کے قارئین کے غور و فکر کے لئے تحریر کی جاتی ہے۔

۲۸ (قد سمع اللہ)

(۱) سورۃ المجادلہ (۵۸) (مدینہ)

موضوع سورت۔ یہ سورت حزب اللہ کی تشکیل کی ضرورت ثابت کرتی ہے۔

یہ عقلی طور پر طے ہو چکا ہے کہ کوئی انقلاب پارٹی ڈکٹیٹر شپ (Party Dictatorship) کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ قرآن حکیم جو انقلاب لانا چاہتا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ کتاب الٰہی کی حکومت تمام قانونوں پر غالب ہو جائے اس مضمون کو پورا کرنے والی جماعت حزب اللہ کہلائے گی یہ سورت حزب اللہ کی ضرورت کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرتی ہے

مسلمانوں کے سامنے دو جماعتیں تھیں

۱۔ مکے کے مشرکین اور (۲) منافقین مدینہ
مسلمان، مشرکین مکہ

خلافت باطنہ | یہ ایک حد تک بدر میں فتح پا چکے ہیں مکہ معظمہ میں حزب اللہ کی جو بنیاد رکھی گئی تھی وہ ایک لحاظ سے مخفی جماعت کی شکل میں تھی مہاجرین کی اس جماعت کو منظم کر لیا گیا تو اطراف مکہ میں اسلام پھیلایا گیا۔ یہ لوگ اسلام لانے کا اس کے سوا اور کوئی مطلب نہ سمجھتے تھے کہ قرآن حکیم کے خلاف کوئی چیز نہیں ماننی چاہیئے۔ اس طرح قرآن کی حکومت پیدا کرنے والی جماعت منظم ہو گئی مگر شروع شروع میں اس کی تنظیم مخفی تھی۔ اس لئے لوگوں کو اب تک عام طور پر علم نہیں ہے۔ کہ مکہ معظمہ ہی میں حکومت پیدا کر چکی تھی۔ اس لئے شاہ ولی اللہ رح اسے خلافت باطنہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں (فیوض الحرمین) تفہیمات الٰہیہ جلد اول ص۱۳۱)

اس جماعت کے نظام سے السابقون الاولون من المہاجرین والانصار واقف تھے۔

حزب اللہ کی ضرورت

دوسری جماعت جس سے مسلمانوں کو واسطہ پڑا وہ مدینہ منورہ کے یہودیوں کے طرفدار منافقین تھے وہ خفیہ چالیں چلتے مگر بظاہر اسلام کا دعویٰ بھی کرتے جاتے۔ اندیشہ تھا کہ جب تک مسلمانوں کے خاص لوگ ان غلط کاروں کی تدابیر کے رد کرنے کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اسلام میں ایک بڑا رخنہ پیدا ہو جائے گا پس ایک ایسی جماعت کی تشکیل کی ضرورت تھی جو قباحتوں شرارتوں کا سدباب کرتی رہے۔ اس جماعت کا نام حزب اللہ رکھا گیا۔

سورۂ مجادلہ میں اس جماعت کی تشکیل کا اعلان کیا گیا ہے اور اس کی ضرورت سمجھائی گئی ہے اب قرآن حکیم کی خدمت کرنے والی جماعت کا نظام مکمل ہو گیا۔ اگر کوئی لڑے گی اور کوئی پروپیگنڈا کرے تو اس کے خلاف پروپیگنڈا کرے گی۔

ایک اسلوب نزول

قرآن حکیم کے نزول کا عام اسلوب یہ رہا ہے کہ عام عرب کی ذہنیت میں حکمت کا کوئی اعلیٰ مسئلہ مرتکز کرنے کے

لئے اس امر کا انتظار کیا جاتا ہے کہ کوئی ایسا حادثہ پیش آجائے۔ جو اس مقصد سے کسی قدر قرب رکھتا ہے۔ اس واقعے سے لوگ متاثر ہو جائیں تو ذہن عامہ کی اس توجہ سے فائدہ اٹھا کر قرآن ایک اعلےٰ اصول سمجھا دیتا ہے اور عوام کو اس کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

ترتیب نزول وکتابت

نزول قرآن میں جس قسم کی تقدیم وتاخیر منقول ہے کتابی صورت میں وہ ملحوظ نہیں رکھی گئی۔ اس لئے کہ نزول کے وقت عوام کی ذہنی حالت کو ملحوظ رکھا جاتا تھا تاکہ وہ جلدی سمجھ جائیں مگر واقعات کی ترتیب ایسی نہیں ہو سکتی کہ ان کے مطابق ایک کتاب مرتب ہو سکے۔

اس سے ظاہر ہے کہ جب منزل آیتیں کتابی صورت میں لائی جائیں گی تو جو لحاظ مخاطبین اولین کی ذہنیتوں کا پہلے رکھا گیا تھا اب وہ ملحوظ نہ رکھا جائے گا۔ اس لئے اب ان کو ایسے ابواب دسُور میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ جن کا سلسلہ نیا فکر پیدا کرنے کے لئے مفید ہو اس میں گہرا فکر کرنے والے پیش نظر رکھے جائیں گے پس سورتوں کی کتابی ترتیب کا نزولی ترتیب سے مختلف ہونا ضروری ہے

ایک بڑھیا ہے (خولہ) اس کا خاوند (اوس بن ثابت) اُسے ایسے لفظوں میں طلاق دے دیتا ہے کہ اب وہ کسی حالت میں رجوع نہیں کر سکتا وہ بڑھیا بال بچے لے کر کہاں جائے؟ اور کیا کرے؟ رجوع نہ کرنا جاہلیت کی پرانی رسم ہے۔ یعنی جب کوئی شخص یہ کہہ دیتا ہے کہ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ (اسے مفتی اصطلاح ظہار کہتے ہیں) تو جاہلی خیال کے مطابق وہ عورت کسی شکل میں بھی مرد کے گھر نہیں رہ سکتی۔

جس عورت پر مصیبت کا یہ پہاڑ ٹوٹتا ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آتی ہے اور علیحدہ بیٹھ کر اپنی مصیبت کا اظہار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بتایئے میں کہاں جاؤں اور بچوں کو کس طرح پالوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسے کوئی مخلص نہیں بتاتے اور فرماتے ہیں کہ اب کیا کیا جا سکتا ہے؟ قانون یہی ہے مگر بڑھیا ہے کہ برابر بیٹھا کہے جاتی ہے اور دم نہیں لیتی وہ بار بار یہی کہتی ہے کہ خدا کے لئے بتایئے کہ اب میں کیا کروں؟

یہ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پیش آیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں پاس ہی بیٹھی تھی مگر وہ خاتون اتنی دبی زبان میں باتیں کرتی تھی کہ میں اس کی بات سمجھ نہ سکتی تھی اس پر سورۂ مجادلہ کی آیات نمبر ۱ تا ۴ نازل ہوئیں جن میں حکم دیا گیا کہ ظہار کے کفارے کے بعد عورت اپنے شوہر کے گھر بس سکتی ہے

ایک اور اسلوب قرآن

قرآن حکیم کا یہ عام اسلوب بیان ہے کہ وہ اجتماعی سیاسی امور کے سمجھانے کے لئے گھریلو واقعات کو عنوان بناتا ہے کیونکہ عرب اپنے گھر پر حاوی ہے اگر ملک کو ایک بڑا گھرانا فرض کر لیا جائے تو جو اصول تدبیر منزل میں کام دیتے ہیں وہی تدبیر ملکی میں ۔۔۔۔۔۔۔ کام دے سکتے ہیں ـــــ

یہ ایک مخصوص واقعہ ہے عام طور پر اس قسم کے حادثات پے درپے نہیں ہوا کرتے۔ اس حادثے کے واقع ہونے پر قرآن حکیم نے عرب کے ایک مسلم قانون میں مناسب ترمیم کر دی اس قسم کی جتنی ترمیمیں قرآن حکیم میں نازل ہوئی ہیں۔ وہ سب ایسے وقت نازل ہوئی ہیں جب لوگوں نے محسوس کیا کہ ان کے لئے ایک آسانی کر دی گئی ہے مگر یہ واقعہ حکم کے نزول کا سبب خفی ہی بن سکتا ہے گو یہ قوم کے ذہن میں جلی ہو کر نہیں آیا باایں ہمہ اس قسم کی مشقت کو ہر شخص محسوس کر سکتا ہے اور ترمیم کو سن کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس حکم نے سوسائٹی کے لئے کتنی سہولت کر دی ہے

یہاں سے انتقال ذہنی کیا جاتا ہے اسے عربی فن شعر میں "براعۃ الاستہلال" کہتے ہیں یعنی ایک غیر متعلقہ چیز کہہ کر شاعر لوگوں کی توجہ نہایت لطیف انداز سے ایک اور مضمون کی طرف لے جاتا ہے اس میں سننے والوں کو بڑا لطف آتا ہے۔ عرب ذہنیت اس طریق تکلم سے بخوبی آشنا تھی

واقعہ ظہار اور قیام حزب اللہ میں ربط

سیاست اجتماع سے پیدا ہوتی ہے اور عرب شعوب و قبائل میں متفرق ہیں۔ ایک قبیلے کی اجتماعیت اپنے ہی اندر محصور ہے ما بین القبائل کوئی اجتماعیت نہیں ہے جو جماعت اس قسم کی محدود اجتماعیت کرے وہ رفتہ رفتہ تفرق اور انفرادیت میں مبتلا ہو جاتی ہے اور ہر گھر دوسرے گھر سے الگ ہو جاتا ہے اور اپنے مصالح میں منہمک ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ منزل آتی ہے کہ خود اس گھر کے اندر کی اجتماعیت میں تفرق و تشتت پیدا ہونے لگتا ہے اور افرادِ خانہ میں انفرادیت آجاتی ہے۔ اس طرح فطرت انسانیہ جو اجتماعیت پر مجبول ہے خراب ہو جاتی ہے

عرب میں ایک رسمِ ظہار تھی جس کے ذریعے سے مرد اپنی بیوی سے کنارہ کشی کر لیتا تھا پھر ایک ایسی ہی رسم ایلاء تھی اور تیسری رسم طلاق تھی ان کے ذریعے سے اجتماعیتِ خانگی کو توڑا جاتا تھا۔ قرآن حکیم نے ان تخریبی رسوم کو یا تو بالکل منسوخ کر دیا یا نہایت محدود کر دیا اور ایسی شرطوں سے مشروط کر دیا جن سے ان کی مضرت دریا محدود ہو گئی چنانچہ اس سورت میں جو مجادلہ اور شکوہ مذکور ہے اس سے مقصود اس تخریبی حالت کی اصلاح ہے۔ وہ عورت رسم ظہار کی مضرت کو محسوس کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ اس سے نکلنے کا راستہ مل جائے

وہ ان سینکڑوں عورتوں میں سے ہے جن کو یہ مصیبت پیش آچکی ہے یا آسکتی ہے خود حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم بھی اس کی مضرت کو محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کوئی طریقہ معلوم ہو جائے جس سے اجتماعِ ملی کو نفع پہنچے اور یہ رسم ختم ہو جائے۔ بس احساس کے جواب میں سورۂ مجادلہ میں آیات ۱ تا ۴ نازل ہوئیں اس طرح اجتماعیہ قومیہ میں ایک خرابی موجود ہے کہ عرب لوگ ایک غیر عرب قوم کے ابھار پر ایک ترقی کن جماعت (مسلم) میں تفرق پیدا کرنا چاہتے ہیں ضرورت ہے کہ اجتماعیت خانگی کی خرابی دور کرنے کے ساتھ اجتماعیت قومیہ کی اس دشمن طاقت کا بھی استیصال کر دیا جائے۔ چنانچہ آیت نمبر ۴ کے آخری الفاظ (وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) اور آیت ۵ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ ط وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۵ ان دونوں چیزوں کی مشابہت پر دال ہیں آیت نمبر ۴ کے آخر میں عذاب الیم ہے آیت ۵ کے آخر میں

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۲۶ ستمبر ۱۹۶۳ء، ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

علاج با پرہیز

جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

بزرگان محترم!

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، کہ جس نے ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق بخشی سے

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

حضرتؒ کا معمول تھا۔ کہ مجلس ذکر کے بعد اصلاح حال کے لئے کچھ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ میں بھی کچھ نہ کچھ اصلاح حال کے لئے عرض کر دیا کرتا ہوں۔

گزشتہ کئی جمعراتوں سے ذکر اللہ کی برکات اور فضیلت و تاکید کے متعلق سلسلہ چلا آرہا ہے۔ آج میں ایک اور چیز عرض کرتا ہوں

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک علاج کے ساتھ پرہیز نہ ہو اس وقت تک علاج کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

کئی لوگ حضرتؒ کے پاس آتے تھے کہ نماز میں لطف نہیں آتا۔ ذکر اللہ کرنے میں جی لگتا، تو حضرت رحؒ فرماتے۔ کہ ضرور کوئی حرام یا مشتبہ مال کھایا ہوگا۔ حرام کھانے سے نیکی کی رغبت نہیں ہوتی۔ عبادت کرنے میں دل لگتا ہے۔ نہ لطف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ اول تو حرام مال کی وجہ سے نیکی کی توفیق ہی نہیں ہوتی اگر ہو بھی جائے تو قبول نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں۔ اور وہ پاک چیز ہی کو قبول فرماتے ہیں۔ آج بڑے بڑے مالدار مسلمان زکوٰۃ نہیں دیتے۔ حج فرض ہونے کے باوجود حج نہیں کرتے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی کمائی حرام کی ہے۔ اگر کمائی حلال کی ہوتی تو ضرور اللہ کے راستے میں خرچ ہوتی۔ ضرور نیکی کی توفیق ہوتی۔

آج مسلمان نماز صرف رمضان کے مہینے میں پڑھتے ہیں۔ رمضان گیا تو نماز گئی۔ سارا سال نماز کی پرواہ نہیں یہ بھی حرام و مشتبہ مال کھانے کی وجہ سے ہے۔

حلال رزق کھانے سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔ معرفت الٰہیہ حاصل ہوتی ہے۔ نیک کاموں میں زیادتی کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ حرام کھانے سے نور بجھ جاتا ہے۔ نیکی کا شوق و رغبت ختم ہو جاتی ہے

آج اکثر بڑے بڑے مالدار زمیندار دوسروں پر ظلم کر کے دولت کو اکٹھا کرتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کو غصب کرتے ہیں۔ کوئی وراثت میں بہنوں کو حصہ نہیں دیتا۔ کوئی کسی طرح ظلم و زیادتی کر کے مال سمیٹتا ہے، کوئی رشوت و دھوکہ بازی سے روپیہ حاصل کرتا ہے۔ اسی وجہ سے نہ ان کو زکوٰۃ کی توفیق ہے نہ حج کرنے کی توفیق ہے

حضرت جنید بغدادیؒ کے والد ایک مرتبہ غمگین بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت جنیدؒ کے پوچھنے پر فرمایا کہ میں نے تمہارے ماموں حضرت سریؒ کے پاس زکوٰۃ بھیجی تھی انہوں نے قبول نہ فرمائی۔ حضرت جنید رحؒ خود اپنے ماموں کے پاس گئے اور عرض کی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زکوٰۃ دینے کے قابل بنایا آپ زکوٰۃ کو قبول فرما کر ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حصہ حاصل کرنے کیوں نہیں دیتے۔ تو حضرت سریؒ نے فرمایا کہ میں زکوٰۃ قبول کرنے سے پہلے تم کو قبول کرتا ہوں۔

پھر ان کو اپنی صحبت و تربیت میں رکھا۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں کئی سو اولیاء کا اجتماع تھا۔ سوال کیا گیا۔ کہ شکر کسے کہتے ہیں۔ کئی اولیاء اللہ نے اس کے متعلق کچھ فرمایا۔ حضرت سریؒ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔ کہ تم بھی شکر کے متعلق کچھ کہو۔ حضرت جنید بغدادی رحؒ اس وقت چھوٹی عمر کے تھے انہوں نے فرمایا، کہ شکر اسے کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے معصیت و گناہ کے کام نہ کئے جائیں اس سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا جائے۔ دولت کو نیکی کا ذریعہ بنایا جائے اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق مال کو خرچ کیا جائے۔ مساکین، غرباء، اپنے اعزاء و اقارب پر خرچ کیا جائے اور کفران نعمت یہ ہے کہ انسان عیش و عشرت میں پڑ جائے۔ دولت کو آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنانے کی بجائے عیاشی اور لغو و خرافات میں خرچ کرنا شروع کر دے۔

حضرتؒ کے پاس ایک بوڑھا آدمی آیا۔ جو کہ ایک ریٹائرڈ آفیسر تھا۔ اس نے بتایا۔ کہ میں نے حج کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر وعدہ کیا کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک کے مطابق اپنی شکل بنا کر اٹھوں گا۔ اب میں نے داڑھی رکھ لی ہے تو میری بیوی کہتی ہے کہ یا تو مجھے طلاق دو۔ یا داڑھی منڈھواؤ۔

حضرتؒ نے پوچھا۔ کہ تمہاری بیوی کس کی بیٹی ہے۔ تو اس نے بتایا۔ کہ وہ لاہور کے ایک بہت بڑے سود خوار کی بیٹی ہے۔

اس پر حضرتؒ نے فرمایا، چونکہ تمہاری بیوی کی گھٹی میں حرام پڑا ہوا ہے۔ اس لئے اسے دین کے کاموں سے محبت نہیں۔

محترم حضرات!

اگر آپ اپنی اولاد کو فرمانبردار بنانا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے دین کی تعلیم دلا کر اپنے لئے صدقہ جاریہ بنانے کا شوق ہے تو ان کو حلال رزق کھلایئے۔ خود بھی حرام سے بچیئے اور اپنی اولاد کو بھی حرام سے بچایئے اگر آپ نے اپنی اولاد کی تربیت اچھی نہ کی۔ ان کی گھٹی میں حرام ڈالا۔ تو وہ بڑے ہو کر نافرمان بنے گی۔ اور قیامت کے دن عذاب نار کا باعث بنے گی۔

اس کے لئے آپ اللہ تعالےٰ کے ذکر اور عبادت کے ساتھ رزق حلال کی طرف توجہ دیں۔

اللہ تعالےٰ کا ذکر، نماز روزہ، صدقات وخیرات اور نیک کام علاج ہیں، اور حرام ومشتبہ مال سے بچنا پرہیز ہے۔ اگر آپ علاج کرتے رہے لیکن پرہیز نہ کیا تو ایسے علاج کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے آپ کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ آپ علاج یا پرہیز کریں۔ اپنے گھروں کو ذکر اللہ سے منور کریں۔ نوافل وقرآن مجید کی تلاوت گھر میں کریں۔ بیوی بچوں کو نمازی بنائیں حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ گھر میں ذکر اللہ کرنے سے اللہ تعالےٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں، بلائیں ٹل جاتی ہیں دلوں میں الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک ہمارے گھر میں کسی قسم کا کوئی جھگڑا نہیں ہوا یہ سب اللہ تعالےٰ کے ذکر اور قرآن کی خدمت کی برکت ہے۔

جو لوگ اللہ تعالےٰ کی عبادت نہیں کرتے، حرام کھانے سے نہیں بچتے، اور نہ ہی اپنے گھروں میں ذکر الہٰی کرتے ہیں — وہ طرح طرح کی مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں — کوئی مقدمہ بازی میں پھنسا ہوا ہے۔ کوئی بیماری میں مبتلا ہے کوئی اپنی نافرمان اولاد کے ہاتھوں دکھی ہے۔

غرض جن کو دنیا مقصود۔ دنیا محبوب اور دنیا مطلوب ہے۔ وہ قسم قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے
وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا (سورۃ طٰہٰ)

ترجمہ: اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا۔ پس بیں اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اگر چین واطمینان ہے تو اللہ کے ذکر کرنے میں ہے

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط

ترجمہ! خبر دار اللہ تعالےٰ کے ذکر سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے جب دنیا سے دل اور توجہ ہٹا ئیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کریں گے! تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی محبت پیدا ہوگی اور پھر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا خوف دل میں رہے گا۔ اسی محبت اور خشیت الٰہیہ سے مٹھی بھر مسلمانوں نے قیصر وکسریٰ کے تخت پر قبضہ کر لیا۔

انسان اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے کے بعد حسن نیت سے جو بھی کام کرے گا۔ اس میں اجر ہی پائے گا

مسلمان کو تکلیف دینا سخت گناہ ہے لیکن اگر ڈاکٹر اس نیت سے مریض کا اپریشن کرے۔ کہ مریض صحت یاب ہو کر اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکے اور عبادت الٰہی ادا کر سکے تو ڈاکٹر کو اجر وثواب ملے گا۔ کیونکہ نیت نیک ہے لیکن اگر دکھلاوے کی نماز ادا کی جائے۔ یا ذکر الٰہی کیا جائے تو یہ الٹا عذاب کا باعث بنے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ مجھے اپنی امت سے سب سے زیادہ خطرہ چھوٹے شرک کا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ چھوٹا شرک کیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا الریاء۔ یعنی دکھاوا۔

پنجابی میں مثل مشہور ہے۔
(اندھی پیندی گئی تے کتی کھاندی گئی) یعنی اندھی پیستی گئی اور کتیا کھاتی گئی۔

اس کا مطلب یہ کہ دکھلاوے کی نماز روزہ، حج، زکوٰۃ و ذکر الٰہی کا کوئی فائدہ نہیں۔

اللہ تعالےٰ۔ ہم سب کو اخلاص اور استقلال عطا فرمائے اور علاج یا پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات!

عبادت الٰہی کو پورے خشوع وخضوع کے ساتھ کریں نماز کو پورے تقاضوں کے ساتھ پڑھیں۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر کی کثرت کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ حرام ومشتبہ مال سے ضرور بچیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

بقیہ: اداریہ صلا سے آگے

ارشاد ہے۔

"اے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو چنانچہ آپؐ نے مکے ہی میں خلافت الٰہیہ قائم کر دی۔ امام ولی اللہ دہلویؒ اسے خلافت باطنہ لکھتے ہیں۔ اور کلام الٰہی کے مطابق اس کا مقصد یہ قرار دیتے ہیں کہ "خداوند تعالےٰ نے اپنے رسول۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ کو ہدایت اور پختہ قانون دے کر اس لئے بھیجا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرک لوگ اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔"

چنانچہ "محمد رسول اللہ والذین معہ" نے پہلے عرب میں جہاد کیا جب عرب میں دین غالب کر دیا اور یہود ونصاریٰ دونوں کو عرب سے باہر نکال دیا تو پھر آپ کی پارٹی صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم... روم میں قیصر اور ایران میں کسریٰ کے خلاف سینہ سپر ہوئے۔

اللہ تعالےٰ نے مظلوموں کی حمایت میں جہاد کرنے کے لئے ارشاد فرمایا تو یوں فرمایا۔ "اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوچ کرو تو زمین پر گرے جاتے ہو کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے ہو دنیا کی زندگی کا فائدہ تو آخرت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کریگا اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کرے گا اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

سرحد پار سے موصول ہونے والی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تری پورہ اور آسام کی حکومتوں نے لاکھوں مسلمانوں کو ہندوستان چھوڑنے کا حکم دے دیا ہے۔ یہ پاکستان کو اقتصادی بدحالی میں مبتلا کرنے اور اسے ختم کرنے کی سکیم ہے جسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مسلسل سعی جاری وساری ہے۔

مسلمانو! بھارت کے مسلمان اس وقت ضعف بدحالی میں بری طرح مبتلا ہیں تم بھارت کے لاؤ لشکر سے خوفزدہ نہ ہو جاؤ

"اور دشمنان اسلام کے مقابلے کے لئے جتنی طاقت ہوسکے تیار رکھو...." ارشادِ خداوندی کے مطابق تیاری میں مصروف ہو جاؤ۔

بقیہ:۔ قرآنی تعلیمات کو زندہ رکھنے والے از صفحہ ۸

کے مخرج صاف طور پر ادا ہوتے ہیں۔ ایک قاری صاحب حال ہی میں ہانگ کانگ ... ۲۵ روپیہ ماہوار پر گئے ہیں اور اسی طرح عرب ممالک میں بھی ان کی یہ سکیم مقبول ہو رہی ہے۔ خدا کرے کہ ان کی یہ کوشش سارے عالم میں پھیل جائے اور ہر مسلمان کا بچہ قرآن کی تعلیم سے آشنا ہو۔ راقم الحروف کے صاحب خیر سے دریافت کرنے پر معلوم ہؤا کہ ان کی یہ امدادی سکیم کسی خاص مکتب فکر کے لئے وقف نہیں ہے بلکہ تمام فرقوں کے لوگ اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اہلحدیث دیوبندی، بریلوی وغیرہ۔ کیونکہ سب کو قرآن ہی پڑھانا مقصود ہے نہ کہ فرقہ بندی کی تعلیم دینا۔ دن بھر مدارس دیکھتے رہے مگر پھر بھی مدارس ختم نہ ہوئے اور کئی جگہ باوجود انتظام ہونے کے ہم نہ پہنچ سکے۔ صاحب خیر بزرگ نے بتایا کہ اگر حضرت صاحب کچھ دن کی فرصت نکالیں تو پھر سارے علاقے میں جاکر یہ قرآنی باغات دیکھیں۔

چونکہ عشا کے بعد راولپنڈی کی مسجد قاضی نظام الدین میں مجلس ذکر کا اعلان اخبارات میں چھپ چکا تھا اس لئے ہم لوگ ایبٹ آباد سے رات کو ساڑھے آٹھ بجے چل کر تقریباً پونے گیارہ راولپنڈی پہنچ گئے۔ مجلس ذکر منعقد ہوئی اور حضرت نے مختصر سا خطاب فرمایا۔ پھر بیعت و تعلیم کا سلسلہ جاری رہا اور تقریباً دو بجے رات آرام کے لئے حضرت تشریف لے گئے۔

۲۵ر جولائی جمعرات

چونکہ لاہور مجلس ذکر کے لئے اور دیگر مصروفیات کے لئے حضرت کو واپس جانا تھا لہذا صبح ۶ بجکر ۵۵ منٹ پر بذریعہ ریل کار راولپنڈی سے لاہور کے لئے روانہ ہوگئے

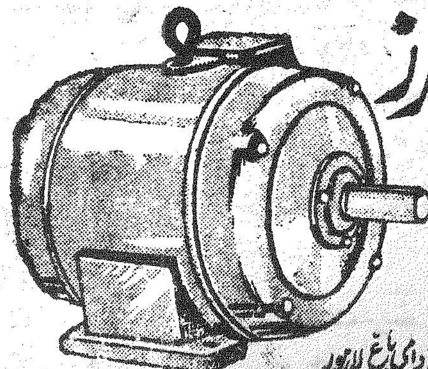
ے چلدیئے لاہور کو جب حضرت عالی وقار
ہم کھڑے تھے اور چلتی جارہی تھی ریل کار

بقیہ:۔ سورۃ المجادلہ کی شرح از صفحہ ۱۵

عذاب مہین ہے یعنی جو لوگ اجتماعیت خانگی کو برباد کرتے ہیں وہ عذاب الیم کے مستحق ہیں اور جو لوگ اجتماعیت ملیہ کو برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ عذاب مہین کے سزاوار ہیں۔ اول الذکر لوگوں کے لئے حدود مقرر کردی گئیں اور آخر الذکر لوگوں کے لئے حزب اللہ کا قیام و قوام ضروری قرار دے دیا گیا آگے چل کر حزب اللہ کی تفصیل اور حزب الشیطان کے ساتھ مقابلہ بیان کر دیا گیا ہے۔ (واللہ اعلم) (باقی باقی)

فائلے رسالہ خدام الدین

دینی شوقین حضرات کے واسطے رسالہ خدام الدین چھ چھ ماہ اور ایک ایک سال کے سیٹ نہایت عمدہ دیدہ زیب گرد پوش چڑھا ہوا تیار کرائے گئے ہیں۔ آرڈر دے کر خورسند فرمائیں
ایک سال کے سیٹ کا ہدیہ بارہ ۱۲ روپے
چھ ماہ کے سیٹ کا ہدیہ آٹھ روپے
علاوہ محصولڈاک یا کرایہ ریل بذمہ خریدار ہوگا خط وکتابت کرنے پر حالات دریافت فرمائیں (۱) میسرز اعظم بک ڈپو ایجنٹ خدام الدین بھکر (ضلع میانوالی)
نوٹ:۔ سال ۵۹ء تا ۶۲ء کے سٹ تیار ہیں۔



(باقی حدیث رسول صفحہ ۲ سے آگے)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی صاحبزادی کا لڑکا لایا گیا اور اسی وقت وہ نزع کے عالم میں تھا اسے دیکھ کر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بہنے لگیں حضرت سعد نے آپ سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ جس کو اللہ رب العزت اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کردیتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں ہی پر رحم کرتا ہے (بخاری مسلم)

ضروری اعلان

مدرسہ فرقانیہ مدنیہ رجسٹرڈ راولپنڈی کا سالانہ جلسہ جو ۱۸، ۱۹، ۲۰ اکتوبر کو ہونے کا اعلان اس سے پہلے ہو چکا تھا اب اس میں تبدیلی ہوگئی ہے۔ بوجہ انتظامی مجبوریوں کے اب یہ جلسہ ۲۶، ۲۷ اکتوبر بروز ہفتہ اتوار ـــ مطابق ۷، ۸ر جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ کو ہوگا جس میں جانشین شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاعبادی اور دوسرے اکابر علمائے کرام وصوفیائے عظام شرکت فرمائیں گے ہر دو بزرگوں نے خود یہ وقت مقرر کیا ہے۔ سب حضرات نوٹ فرمالیں۔

بندہ عبدالحکیم عفی عنہ مہتمم مدرسہ فرقانیہ مدنیہ راولپنڈی

بچوں۔ کا۔ صفحہ

ایک بچے کے قلم سے

اخلاق النبی صلے اللہ علیہ وسلم



عبدالھادی قلعہ گوجر سنگھ لاہور

دوسروں کے ساتھ شائستگی سے پیش آنا یا حُسنِ سلوک کو اخلاق کہتے ہیں۔ اور بہترین اخلاق یہ ہیں کہ ہم دوسروں کے ساتھ وہ سلوک کریں، جو ہم اپنے لئے چاہتے ہیں"۔

کسی چیز کو بار بار کرنے سے وہ ہماری عادت بن جاتی ہے اور یہی عادت ہمارا خلق کہلاتا ہے۔ ہماری عادات کا مجموعہ کردار کہلاتا ہے۔ خواہ عادات اچھی ہوں یا بری اخلاق دوسروں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں۔ دشمن کو دوست بنانا بھی اسی کا کام ہے۔ اخلاق ہمیشہ انسان کی عزت کو بڑھاتے ہیں۔ ان کی بنا پر سخت دل موم کی طرح نرم ہو جاتے ہیں۔ دشمن کو بھی شرمسار ہونے پر مجبور کر دیتے ہیں

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ تو ہر طرف سے مخالفت شروع ہو گئی۔ قریش کی ہٹ دھرمی کے باوجود اسلام روز بروز ترقی کرتا گیا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے گالی دی۔ وہ سنکر چپ رہے اس نے دوبارہ وہی حرکت کی وہ پھر بھی چپ رہے۔ اس نے پھر تیسری مرتبہ بدزبانی کی، تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ چپ نہ رہ سکے اور کچھ بول اٹھے۔ یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، نے عرض کیا "یا رسول اللہ" کیا آپ مجھ سے خفا ہو گئے"؟ آپؐ نے فرمایا "اے ابوبکر رضؓ جب تک تم چپ تھے، خدا کا فرشتہ تمہاری طرف سے کھڑا تھا۔ جب تم نے جواب دیا، تو وہ ہٹ گیا"

اسلام کی ترقی قریش اور کفار مکہ کے لئے زہر قاتل تھی۔ جب دین حق کسی طرح بھی نہ رکا، تو بعض کفار نے مکہ چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہ سکیں انہی لوگوں کی طرح ایک بڑھیا بھی اپنا سامان باندھے چلنے کو تیار کھڑی تھی سامان کافی بھاری تھا، بڑھیا کے لئے اٹھانا بہت مشکل تھا۔ اتفاق سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ادھر آ نکلے۔ آپؐ نے بڑھیا کو اس طرح کھڑے دیکھا تو بڑھیا کے قریب تشریف لائے اور فرمایا "کیا کہیں جانا ہے" بڑھیا کہنے لگی — "ہاں آبادی سے کچھ دور باہر جانا ہے" سامان بڑھیا کے لئے بھاری تھا۔ چنانچہ نبی کریمؐ نے سامان خود اٹھا لیا اور آگے آگے چلتے گئے۔ آبادی سے کافی دور بڑھیا کے کہنے پر آپ نے سامان اتار دیا۔ بڑھیا کہنے لگی "آپؐ تو بہت اچھے ہیں کہ مجھے اتنی دور تک میرے سامان کے ساتھ چھوڑنے آئے ہیں — "آپؐ کا نام مبارک کیا ہے"

آپؐ نے فرمایا "محمدؐ" بڑھیا نے کہا "مکہ میں ایک محمدؐ نامی شخص نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے میں صرف اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنے کے لئے آبادی کو چھوڑ رہی ہوں" "میں ہی وہ محمدؐ ہوں — بڑھیا کہنے لگی "اگر آپ محمدؐ ہیں تو میں آپ پر ایمان لاتی ہوں" بڑھیا نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئی اور پھر واپس آپ کے ساتھ مکہ آگئی۔

اسلام کی ترقی کا جہاں تک تعلق ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا نتیجہ ہے۔

ہمیں بھی چاہیئے کہ دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ آپس میں اتفاق سے رہیں۔ اتفاق میں برکت ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ "تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں

قول مشہور ہے کہ با اخلاق ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید با اخلاق ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ بد اخلاق ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے — جو کسی کے ساتھ بھلائی سے پیش آتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ اچھے اخلاق والے کو خدا بھی پسند فرماتا ہے اور جسے خدا پسند فرمائے، تو اس سے بڑھ کر اور خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

خدام الدین لاہور
چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء